

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْعَاقِبِ الَّذِي لَيْسَ بِغَيْرِ نَبِيٍّ

رَأَيْتُ بَعْدِي زَاهِسَانَ خُذَّ اَسْت
پَرْدَه نَامُوسِ دِينَ نَصَاطَه اَسْت

فَدَلَاكَ اِنْ خَرَجْتَ مِنْ كَا تَحْتِجَّالِ

العَاقِبُ

رَبِيع الثَّانِي ١٤٣٠ هـ
أبريل 2009

مَجْلَدُ الْكَلَامِ خَادِمُ حُسَيْنِ رَضَوِي

دَارُ السَّرِيحَةِ



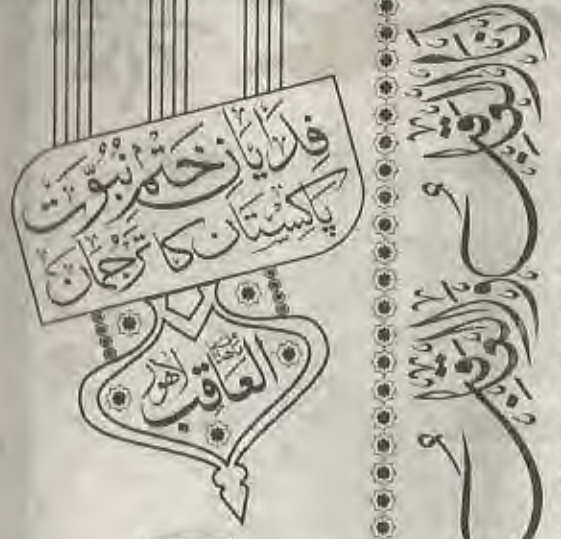
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عقیدہ لوجہ سنیار

18 اپریل 2009ء
بیتنا اجتماع اہل ایمان میں پوری
خصوصی خطاب



انشاء اللہ تعالیٰ کے شیعہ قدامت میں علماء و مشائخ شرکت کریں گے



تحریر

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد

خادم حسین رضوی

خانہ محمد حیدر

مدیر

محمد وحید نور

تجلیہ منتظم

ظہیر عباس

حافظ محمد فرمان

قیمت 20 روپے

سالانہ 240 روپے

امام الجہادین: حضرت علامہ محمد فضل حق غیر آبادی
مجاہد تحریک الدین: حضرت مولانا احمد اللہ شاہ مٹھاسی
مجاہد عظیم: حضرت مولانا سید نقی علی کافی
عارف کامل: حضرت مولانا غلام دستگیر تھوڑی
سینک نیام: حضرت مولانا فضل احمد لدھیانوی
موجز نبوت: حضرت امام احمد رضا خان بریلوی
قاری مرزا نیت: حضرت پیر سید محمد علی شاہ گڑھی
زبدۃ الاصفیاء: حضرت خواجہ محمد سلطان علم نقشبندی
امیرینت: حضرت سید جماعت علی شاہ علی پوری
شیخ الاسلام: حضرت علامہ انوار اللہ خان چشتی
مجاہد کامل: حضرت علامہ خواجہ محمد ضیاء الدین سہاوی
سبحان زمان: حضرت علامہ محمد حسن نعیمی
مناظر اسلام: حضرت مولانا نواب الدین مٹھاسی
مفتی اعظم پاکستان: حضرت مولانا محمد سدر احمد چشتی دہلوی
مجاہد ختم نبوت: حضرت مولانا سید محمد الیاس بریلی
فارس مرزا نیت: حضرت مولانا محمد کرم الدین دہری
قائد تحریک ختم نبوت: حضرت مولانا ابوالحسنات قادری
مالک الدین: حضرت مولانا سید بلال الدین شاہ
شاہ عظیمی: حضرت علامہ خواجہ محمد اقبال
مفتی مولانا سید محمد: حضرت مولانا سید محمد
قادر مٹھاسی: حضرت مولانا شاہ عبدالحامد قادری دہلوی
قائد اہل سنت: حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب
مفتی زمان: حضرت علامہ سید سعید شاہ کاشمی
مجاہد ملت: حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی
شاہ مجاہد: حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی
مفتی اعظم پاکستان: حضرت مولانا سید محمد عبد القیوم بزدوی
مالک اسلام: حضرت مولانا سید فیصل احمد قادری
مجاہد ختم نبوت: حضرت مولانا صوفی ایاز خان نیازی
سیدہ صدقہ: حضرت مولانا سیدہ عائشہ صدیقہ
بہار اللہ: حضرت مولانا مفتی محمد امین قادری

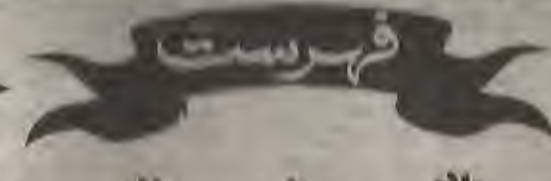


اکابر

بالآخر منصفِ اعلیٰ کو بھی انصاف مل گیا

16 مارچ 2009ء پاکستانی تاریخ میں یادگار حیثیت اختیار کر گیا ہے جب ملک کی سب سے بڑی عدالت (سپریم کورٹ) کے سب سے بڑے جج (چیف جسٹس) دوسری مرتبہ اپنے عہدے پر بحال ہوئے۔ 9 مارچ 2007ء کو شروع کیے گئے اس جرنیلی کھیل میں بالآخر انصاف کی فتح ہوئی۔

9 مارچ 2007ء کو چیف جسٹس آف پاکستان افتخار محمد چوہدری کو فوجی ڈکٹیٹر پرویز مشرف نے کام کرنے سے روک دیا تھا۔ چیف جسٹس کا قصور یہ تھا کہ وہ تو اتر سے ایسے کیس سماعت کر رہے تھے جو امریکی غلام حکمرانوں کو ہضم نہیں ہوتے تھے۔ ان میں سرفہرست سٹیل ملز کی او نے پونے دھاموں ہکاری اور لاہ پتہ افراد کے کیس ہیں۔ لاہ پتہ افراد کے کسی میں تو خفیہ ایجنسیوں کی اعلیٰ قیادت کو بھی عدالت عالیہ کے چکر لگانے پڑ رہے تھے اور ان افراد کو امریکہ کے ہاتھوں بیچنے والے اس عمل سے سخت خوف اور پریشانی میں مبتلا تھے۔ چنانچہ روز روز کی اس پریشانی سے بچنے کے لیے چیف جسٹس کو ہی راستے سے ہٹانے کی کوشش کی گئی اور بے سرو پا الزامات کا ایک انبار ان کی جانب منسوب کر کے معاملہ سپریم کورٹ کے لارجر بنچ کے سپرد کر دیا گیا۔ لارجر بنچ نے اکثریت کی بنیاد پر تمام الزامات کو مسترد کر دیا اور چیف جسٹس کو بحال کر دیا۔



15 حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی حافظ محمد صدیق ساقی	19 حضرت فیروز ویدی علامہ حافظ خادم حسین رضوی	21 اکابرین مدیر
29 شرم تم کو مگر آتی نہیں مولانا محمد علی رضوی	22 آزمائش سے نکلنے کی راہیں عرفان صدیقی	23 سہارن پل کی سزا ملک طاہرات محمد وید اور
40 ختم نبوت (خطاب) مفتی احمد یار خاں نعیمی	35 اسرائیل کی کشمیر میں دپچی کیوں؟ حامد میر	36 مقامی محمد وید اور
62 دارالافتاء علیہ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی	53 نانو تو می، مرزا گٹھ جوڑ انا ناظم علی مصباحی	37 کشمیر محمد وید اور
64 بزم اطفال مدیر		

لوٹے، مسمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں۔

نگل سکتے تھے۔ دو مرتبہ تو صدر محترم بحالی کے معاہدے اور طریقہ کار طے کر بھی بھول گئے اور یاد دہانی کروانے پر فرمایا کہ وہ صرف تحریری معاہدے تھے حدیث کے الفاظ تو نہیں تھے۔ صدر صاحب کے اس فرمان پر افسوس کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے لیکن جب عالی مرتبت صدر کے شاندار ماضی پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ فرمان کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

ہماری معلومات کے مطابق ہمارے سیدھے سادھے صدر محترم کو چند چالاک و شاطر اتحادیوں اور مشیروں نے آزاد عدلیہ سے اس قدر ڈرا دیا تھا کہ موصوف کو انک اور اڈیالہ جیل میں اپنی سابقہ زندگی کی ایک جھلک نظر آنے لگتی تھی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھے لیکن چیف جسٹس کو کسی صورت بحال کرنے پر آمادہ نہیں تھے۔

پاکستان کے ایک عام شخص کو بھی پتہ ہے کہ ہمارے ملکی قانون میں حاکم وقت صدر کو اس بات کا تحفظ حاصل ہے کہ اپنی مدت صدارت یا حاکمیت کے دوران اس پر کسی بھی ملکی عدالت میں کوئی مقدمہ نہیں چل سکتا۔ ویسے بھی صدر محترم پر اندرون ملک کرپشن کے 8 کیسز اور بیرون ملک 6 کیسز تھے۔ اندرون ملک کیسوں میں BMW کیس، ARY گولڈ کیس، SGS کیس، ارس ٹریڈرز کیس، پولو گراؤنڈ کیس، کوٹیکنا کیس اور اثاثہ جات کیس ہیں جو کہ تمام کے تمام ختم ہو چکے ہیں جبکہ آخر الذکر اثاثہ جات کیس میں صرف 95 ارب (95,00,00,00,000) روپے اندرون و بیرون ملک بنکوں میں اور غیر منقولہ جائیداد کے اثاثے اس کے علاوہ ہیں۔ اس کیس کو سابق صدر پرویز مشرف نے 2008ء میں N.R.O (قومی مفاد ہمتی آرڈیننس) کے تحت خصوصی شفقت فرماتے ہوئے معاف کر دیا تھا اور یہ کیس چیف جسٹس کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔ اب اگر چیف صاحب اس تنازعہ N.R.O پر کوئی ایکشن لیتے بھی ہیں تو صدر محترم کو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کیونکہ ان کے دونوں ہاتھ اور سر ملکی خزانے کی کڑا ہی میں بطور صدر پہلے سے ہی موجود ہے۔ اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ صدر محترم کو کسی بھی طرح کا گھانا نہیں اور نہ ہی انہیں چیف جسٹس

3 نومبر 2007ء کو پرویز مشرف نے وردی میں صدارتی انتخاب لڑنے کے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلے سے قبل ہی ملک بھر میں ایمر جنسی نافذ کر دی اور ایک مرتبہ پھر عدلیہ پر شب خون مارتے ہوئے 60 کے قریب ججوں کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا۔ پرویز مشرف کے اس اقدام کو معاشرے کے تمام طبقات نے سخت تنقید کا نشانہ بنایا لیکن وکلاء اس میدان میں سرفہرست رہے۔

وکلاء نے ملک بھر میں پرویز مشرف کے اس غیر قانونی فعل پر زبردست احتجاج کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے عدلیہ بحالی کی اس تحریک میں زندگی کے تمام طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد بھی شامل ہو گئے۔ اس تحریک کو اس وقت زبردست پزیرائی اور عوامی حمایت ملی جب میڈیا مکمل قوت سے اس تحریک میں شامل ہو گیا۔ گویا ایک جج کا انکار دیگر ساٹھ ججوں کے انکار کی وجہ بنا اور چار پانچ وکیل رہنماؤں کی جرأت و ہمت اور آواز پوری قوم کی آواز بن گئی۔

مٹھی بھر لوگوں سے شروع کی جانے والی یہ جدوجہد جب بھرپور عوامی ریلدہ بنی تو پرویز مشرف جیسے فحوت و تکبر سے مدہوش صدر کا اقتدار بھی غائب ہو گیا۔ پھر اقتدار کے سنگ سنگ پر ایسی حادثاتی قیادت بر اجماع ہوئی جس کے ماضی کو دیکھتے ہوئے ہر شخص حیران و پریشان تھا۔ لیکن اس کے باوجود عوامی مطالبہ وہی تھا کہ ”عدلیہ کو بحال کرو“۔

موجودہ حکمران سابقہ حکمران ”پرویز مشرف“ کا انجام دیکھ چکے تھے چنانچہ انہوں نے ایک ”ٹائیگ فارمولا“ تجویز کیا جسے موجودہ چیئر مین سینٹ (سابق وزیر قانون) جناب فاروق حمید ٹائیگ نے پیش کیا۔ اس فارمولے کے تحت گوکہ حکمرانوں کا مقصد تو یہ رہا ہو گیا کہ ”انھیں ججوں کے علاوہ تمام جج و ایس عدالتوں میں آگئے لیکن عوام کا مطالبہ وہی رہا کہ ”عدلیہ کو بحال کرو“۔ بلکہ ایک وقت ایسا بھی آیا جب چیف جسٹس آف پاکستان کی بحالی کو عدلیہ کی بحالی کے ساتھ لگا دیا اور عوام میں یہ مطالبہ زور پکڑنے لگا کہ چیف جسٹس کو بحال کرو۔

۱۶۔ صدر صاحب کے لیے چیف جسٹس کی بحالی کی کوششیں جاری ہیں۔

سمیت اعلیٰ عدلیہ میں سے کسی سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کوئی نا دیدہ قوتیں تھیں جو اس بحالی میں رکاوٹ تھیں؟ اگر حکمران اتحاد کی جانب دیکھا جائے تو الطاف حسین اور فضل الرحمن اس بحالی کے بڑے مخالف رہے ہیں۔ الطاف حسین اور ان کی جماعت پر تو متحدہ حقیقی 'سابق گورنر سندھ حکیم سعید بانی تبکیر محمد صلاح الدین' شہدائے پاکستان پارک 'شہد 12 مئی اور 2005ء کو بھارت میں پاکستان کے قیام کو بہت بڑا بلنڈر (غلطی) کہنے کے سائے منڈلا رہے ہیں لیکن "حضرت مولانا" جیسے جہاندیدہ 'موقع پرست و فائدہ پرست شخصیت کی مخالفت سمجھ سے بالاتر ہے۔ شاید "حضرت" حسب بل کا غصہ نکال رہے ہیں یا موصوف کو ڈیزل پرمٹوں اور اسلام آباد زرعی فارم کا کوئی کیس تنگ کر رہا ہے بہر کیف نظر اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ اگر مخالفت کرنے والے مشیروں کی طرف نظر دوڑائیں تو رحمن ملک سرفہرست جبکہ ان کے ساتھ فاروق ایچ نائیک، سلمان تاثیر اور منظور وٹو پیش پیش ہیں۔ رحمن ملک سابق سربراہ F.I.A بھی N.R.O کی گڑگا میں ہاتھ دھونے والے خوش نصیب ہیں اس لیے ان کی پوزیشن مزید بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ فاروق ایچ نائیک کو اس مخالفت کا شاید صلہ مل گیا ہے اس لیے ان کی مراد بھی پوری ہوئی۔ رہ گئے جناب سلمان تاثیر اور منظور وٹو تو بہتر یہی ہے کہ ان کے متعلق حقائق بیان مت کیے جائیں وگرنہ صحافتی آداب کی خلاف ورزی سرزد ہوگی۔

حکمران جماعت کے اکثر وزراء اور ترجمان 16 مارچ سے قبل ایک ہی راگ الاپ رہے تھے کہ چیف جسٹس سیاسی ہو چکے ہیں لہذا ان کی بحالی کو خام خیالی ہی تصور کیا جائے۔ وکلاء کے لائٹ مارچ کے دوران محترم وزیر داخلہ کی ناقابل کنٹرول پھرتیاں سب کی توجہ کا مرکز بنی رہیں۔ موصوف کا شاید خیال تھا کہ کنٹینر کھڑے کر کے وہ اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے لیکن یہ صرف ان کی خوش فہمی ہی رہی۔ کنٹینروں کی پکڑ بھٹکڑ اور ناقص منصوبہ بندی سے انہوں نے ملک کا مزید 3 ارب روپے کا نقصان کیا ہے۔

15 مارچ کی دوپہر جب ایک سیاسی جماعت کے سربراہ اپنی رہائش گاہ واقع ماڈل ٹاؤن سے

نظر تو ان کے ساتھ صرف چند سولوگ تھے لیکن جوں جوں یہ قافلہ آگے بڑھتا رہا کارواں بڑا گیا اور راستہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو بہا لے گیا۔ ماڈل ٹاؤن سے نکلنے والا یہ عوامی ریلوے جب راوی پل کے قریب پہنچا تو تاحد نظر لوگوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔ ہر طرف سے ایک ہجوم تھا جو انڈا چلا آ رہا تھا۔ یہ ایسی عوامی قوت تھی جس نے اسلام آباد میں بیٹھے ہوئے حکمرانوں کی آنکھیں اور دل دو مارغ کھول دیے تھے۔ وہ اصحاب جو اس کے مخالف تھے وہ حق میں ہو گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پاکستانی عوام نے اس ملک کی کایا ہی پلٹ دی۔

وہ لوگ جو ایگزیکٹو آرڈر سے بحالی کے مخالف تھے وہ پس پردہ چلے گئے۔ جو معاہدوں کو 'حدیث' تو نہیں "قرار دیتے تھے وہ بھی اس عوامی سمندر کے سامنے بے بس نظر آئے اور آخر کار وہ لمحہ بھی آیا جب وزیراعظم پاکستان نے قوم کو چیف جسٹس آف پاکستان سمیت عدلیہ کی بحالی کی خوشخبری سنائی۔ عدلیہ بحال ہوئی اور عوام جیت گئی لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ہمارے حکمران کیوں عوام کو 10 سال سے بیوقوف بنائے ہوئے تھے؟ کیا یہی سب کچھ پہلے نہیں ہو سکتا تھا۔ حکمران اپنے اقتدار کو طویل دینے کے لیے کب تک عوامی خواہشات کو پامال کرتے رہیں گے؟

ایسی صورتحال میں جب ہر طرف عدلیہ بحالی کی خوشی تھی تو چند ایسے لوگ بھی نمودار ہوئے جنہیں "سہمہ و پیا" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے عین تحریک کی اٹھان کے وقت صوبائی تعصب کو فروغ دینے کی مکر وہ کوشش کی لیکن ان رنگیلوں کی چوں چوں خلق خدا کے سیلاب میں بالکل دب گئی اور ان کی مکر وہ سازشیں اپنی موت آپ مر گئی۔

وہاں تک کہ چند باتیں ہمارے سمجھنے کے لیے بھی بہت اہم ہیں ① مقصد نیک اور نیت صاف ② تو چند اشخاص کی کوشش پوری قوم کو متاثر کرتی ہے ③ مقاصد کے حصول میں حائل رکاوٹوں کو خندہ چیشانی سے برداشت کرتے ہوئے مسلسل سفر جاری رکھنا چاہیے ④ تحریک کا مقصد ہی مسلسل حرکت ہے لہذا کسی صورت یہ اوجہ کو ہاتھ نہیں دینا چاہیے ⑤ اپنے مقصد کو اس انداز میں عوامی عدالت میں

ایا جائے کہ عوام اسے بآسانی سمجھ سکے اور اس کے فوائد و ثمرات اور نقصانات سے آگاہ ہو ⑤ اتحاد کسی بھی بڑے مقصد کے حصول کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے لہذا ہر موڑ پر متفقہ موقف ہی سامنے آئے ⑥ دور جدید کی ضروریات کو سمجھتے ہوئے میڈیا سے ہر طور استفادہ کیا جائے ⑦ مقصد کے حصول میں اگر کچھ ساتھیوں کا ساتھ عارضی ہو تو انہیں چھوڑ کر مسلسل آگے بڑھتے رہنا چاہیے ⑧ اپنی جدوجہد کے کسی بھی موڑ میں تشدد کا عنصر شامل نہیں ہونا چاہیے ⑨ تحریک یا جدوجہد کی قیادت ایسے ہاتھوں میں ہونی چاہیے جو بوقت ضرورت اپنا سب کچھ داؤ پر لگاتے ہوئے میدانِ عمل میں نہ صرف خود نکلنے کی صلاحیت رکھتی ہو بلکہ دوسروں کو بھی نکال سکے ⑩ اپنی تحریک یا جدوجہد کو ہر موڑ پر کالی بھیڑوں سے محفوظ رکھیں۔ خاص طور پر ایسے افراد سے جو دنیاوی مفادات (صداقت، وزارت، سفارت) کی خاطر اعلیٰ نیک مقاصد کو پس پشت ڈالتے ہوئے دنیاوی رنگ میں رنگے جائیں ⑪ کوشش انسان کے بس میں ہے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمانا ہے۔ یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کوشش کرنے والوں کو کبھی مایوس نہیں فرماتا۔ ہاں! آزمائش کے لیے کچھ دیر ضرور ہو سکتی ہے۔ مثلاً وکلا کو 2 سال کی انتھک جدوجہد کے بعد منزلِ ملی راہنہوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔



امامت

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رخِ دوست
وے کے احساسِ زیاں تیرا لبو گرما دے
فکرتِ ملت جیسا ہے امامت اس کی
حق تجھے میری طرح صاحبِ امر ار کرے
جو تجھے حاضر و موجود سے بچا کرے
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے
فقر کی سان چھا کر تجھے گوار کرے
جو مسلمان لا سلامی کا چہرہ نکھارے

عشقِ جسور اور فقیرِ غیور کے امین فیروز دہلوی رضی اللہ عنہ

علامہ حافظ خادم حسین رضوی

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی ۳ ربیع الاول ۱۳۸۶/۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ "نکد کلاں" اٹک میں پیدا ہوئے۔ جہلم و دینہ کے مدارس میں حفظ و تجوید کی تکمیل کے بعد شہرہ آفاق دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، عابد اسلام حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی، استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبداللطیف نقشبندی، شرفِ ملت حضرت علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری، جامع العقول والمعتول حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی اور استاذ العلماء حضرت مولانا صدیق ہزاروی ایسی شخصیات شامل ہیں۔

روحانی طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارفِ کامل حضرت اقدس خواجہ محمد عبدالواحد صاحب المعروف حاجی صاحب سے کالہ دیو شریف جہلم میں بیعت ہیں۔ تقریباً دو عشروں سے جامعہ نظامیہ میں ہی مستند تدریس پر رونق افرار ہیں۔ بلاشبہ آپ کے ہزاروں شاگرد اس وقت ملک عزیز کے طول و عرض میں خدماتِ دینیہ میں مصروفِ عمل ہیں۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ تصنیف و تالیف میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علمِ صرف میں تفسیر ابواب الصروف اور تعلیلات خدامیہ آپ کے نوکِ قلم کی یادگار ہیں۔ اللہ رب العزت نے خطابت میں دلنشین و منفرد انداز عطا فرمایا ہے۔ روایتی تقاریر سے ہٹ کر آپ کے خطابات "دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے" کے مصداق پُراثر ہوتے ہیں۔

اس وقت آپ فدا یانِ ختم نبوت پاکستان اور مجلس علماء نظامیہ کے مرکزی امیر ہیں۔ اس کے علاوہ دارالعلوم انجمن لہمانیہ سمیت کئی مدارس، تنظیمات اور اداروں کے سرپرست و نگران اور معاون ہیں۔

حضرت فیروز رضی اللہ کا اسم گرامی "فیروز دہلوی" اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ آپ شاہ جہاں احمدی ہاشمی رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ حضرت فیروز دہلوی رضی اللہ عنہ عجی النسل تھے اور آپ کا تعلق محبِ قبیلہ سے تھا۔

افتوح البلدان، حصہ اول، صفحہ ۱۶۳

﴿ابناء فارس﴾

آپ یمن کے رہنے والے اور ابناء فارس میں سے تھے۔ ابناء سے مراد وہ رؤساء ہیں جو فارس سے یمن آکر آباد ہو گئے تھے۔ علامہ احمد بن یحییٰ بن جابر الشہر البلاذری فرماتے ہیں کہ "ابناء سے مراد قدیم ایرانیوں کی وہ جماعت ہے جو ایران سے نکل کر بلاد یمن میں آباد ہو گئی۔ یہ لوگ خرزاد بن نمری بن جاماسپ کے ساتھ یہاں آئے تھے اور عرب ان کو الالباء الفرس کہتے تھے۔ علامہ حافظ جمال الدین یوسف الصموی فرماتے ہیں کہ "وهو اساء فارس الذين بعثهم كسرى الى اليمن فنقلوا الحبشة عنها وغلوا عليها"۔

﴿یمن﴾

عرب کے تمام ممالک میں یمن سب سے زیادہ زرخیز اور سیر حاصل ہے۔ یمن زمانہ قدیم سے تمدن و تجارت کا مرکز رہا ہے۔ یمن کی قدیم تاریخ کے آثار و شواہد منانی تہذیب (1200-650 ق م) اور سبائی تہذیب (750-115 ق م) سے ملتے ہیں۔ یہاں کے قبائل سورج کی پرستش کرتے تھے۔ سباء اور حمیر کی عظیم الشان حکومتیں یہیں قائم ہوئی تھیں۔ پہلی صدی عیسوی میں یمن پر رومیوں نے ولادت نبوی ﷺ سے تقریباً 50 برس قبل 525ء میں حبشہ کے عیسائیوں نے اور پھر اہل ایران نے یمن پر قبضہ کیا۔ زمانہ نبوت کی ابتداء میں بھی یمن پر ایران کی حکومت تھی اور شاہ ایران کسریٰ کی جانب سے ابناء فارس میں سے "بازان" کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔

اس وقت یمن کے شمال میں سعودی عرب، مشرق میں عمان، جنوب میں خلیج عدن، بحیرہ عرب اور مغرب میں بحیرہ قلزم واقع ہے۔ ارضی ساخت کے اعتبار سے یمن پہاڑی علاقہ ہے۔

یمن کے قدیم قبائل میں کندہ، دوس، اشعر، ہمدان اور مذحج معروف ہیں۔ یمن کا قدیم و جدید

۱۔ سیرت النبی ﷺ جلد ۱، صفحہ ۳۸۸ ۲۔ فتوح البلدان، ج ۱، صفحہ ۱۶۳

۳۔ تہذیب الکمال، جلد ۱۵، صفحہ ۱۲۸

دار الحکومت "صنعا" ہے جبکہ اس وقت دیگر بڑے شہروں میں عدن، تیار اور حوریدہ وغیرہ شامل ہیں۔ شیخ کبیر مخدوم مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی اپنی شہرہ آفاق تصنیف "بذل القوة فی حوادث منسی النبوة" میں نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان نقل فرماتے ہیں کہ ایمان یمنی ہے، صحت یمنی ہے۔ علامہ ابن اثیر نے اس فرمان نبوی ﷺ کی شرح بیان فرمائی ہے کہ ایمان اور حکمت یمنی چیزیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ اس لیے فرمایا کہ ایمان کی ابتداء مکہ مکرمہ سے ہوئی جو تہامہ کے علاقے میں ہے اور تہامہ یمن کا ایک حصہ ہے۔ کعبہ معظمہ کو بھی اسی لیے کعبہ یمنیہ کہا جاتا ہے۔

﴿گورنر یمن کا قبول اسلام﴾

جب نبی کریم ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو شاہ ایران نے گورنر یمن کو نبی کریم ﷺ کے متعلق ناگفتہ بہ حکم دیا۔ گورنر یمن نے دو قاصدوں کو ہادی عالم ﷺ کے پاس روانہ کیا لیکن آگے معاملہ ہی الٹ ہو گیا۔ وہ قاصد گورنر یمن کے حکم کو پورا کرنے کی بجائے خود رسول اللہ ﷺ سے بہت متاثر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے سامنے ایک پیشگوئی بھی فرمائی کہ آج رات خسرو کو اس کے بیٹے شیردیز نے قتل کر ڈالا ہے تم یہ خبر اپنے حاکم تک پہنچاؤ۔

جب وہ دونوں قاصد (بابویہ اور خر خسرو) واپس آئے اور انہوں نے سارا ماجرا بیان کیا تو باذان نکار اٹھا کہ "اس شخص کی باتوں سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہستی کوئی دنیوی بادشاہ نہیں بلکہ ضرور خدا کا برگزیدہ پیغمبر ہے۔ تاہم ہمیں واقعہ کی تصدیق کے لیے انتظار کرنا چاہیے۔"

اسنے میں ایران کے دار السلطنت مدائن سے خسرو پرویز کے بیٹے شیردیز کا حکم نامہ گورنر یمن کے پاس آگیا کہ "خسرو کو اس کے بے پناہ مظالم کے سبب قتل کر دیا گیا ہے۔ اب ہماری اطاعت کرو اور عرب میں نبوت کا جو دعویٰ دار ہے ہمارے آئندہ حکم تک اسے کچھ مت کہو۔"

جب نبی کریم ﷺ کی یہ پیشانی پوری ہوئی کہ کدواں ان اپنے اہل خانہ سمیت فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور یوں پورے یمن میں اسلام کی اشاعت بکمال رفتاری میں ہونا شروع ہو گئی۔

◀▶ شاہان حمیر کے نام مکتوب نبوی ﷺ

زمانہ نبوت میں یمن کے جنوبی حصے پر حکومت قحطانی وہ تاریخ میں حمیر کے نام سے موسوم ہے۔ حمیر کی سلطنت صدیوں تک یمن کی عظیم الشان سلطنت کا حصہ رہی ہے مگر آغاز اسلام کے زمانے میں یہ مختلف چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو گئی تھی اور شاہان حمیر مذہب عیسائی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے یمن کی ریاستوں کے فرمانرواؤں کو حسب ذیل نامہ مبارک ارسال فرمایا۔

﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم﴾

﴿محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حارث وغیرہ کے نام﴾

آپ لوگوں پر اس وقت تک سلامتی ہو جب تک آپ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر آپ ایمان رکھیں۔ بیشک اللہ وہ ذات ہے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی نے موسیٰ علیہ السلام کو معجزات دے کر بھیجا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمے سے پیدا کیا۔ مگر یہود کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور تین میں سے ایک ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ

◀▶ شاہان حمیر نے جب مکتوب گرامی سنا تو بخوشی اسلام قبول کر لیا۔

◀▶ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے 9ھ یا 10ھ میں اسلام قبول کیا۔ شیخ کبیر مخدوم مولانا محمد ہاشم ٹھٹھوی نے بادل القوۃ میں بارگاہ نبوی ﷺ میں ایک وفد کی آمد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ 9ھ میں وفد حمیر بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ یہ لوگ یمن کے باشندے تھے اور انہوں نے

ایمان قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا "اہل یمن تمہارے پاس آئے ہیں۔ وہ انتہائی قلیل القاب اور نرم دل ہیں۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ 9ھ میں ایک وفد بارگاہ نبوی ﷺ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کا حاضر ہوا۔ یہ وفد نجاشی رضی اللہ عنہ کی بہن کے لڑکے فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کا تھا۔ یہ حاضر ہوئے اور ایمان لے آئے۔ انہیں فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود غسی کو قتل کیا۔ ممکن ہے اوپر جس وفد حمیر کا ذکر ہوا وہ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ ہی کا ہو چونکہ آپ حمیری بھی تھے۔ ان دونوں القابات میں سن 9ھ بیان کیا گیا ہے جبکہ چند دوسری جگہوں پر 10ھ کا ذکر بھی ملتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے 10ھ میں وہاب بن خنیس کو ان کے پاس دعوت اسلام کے لیے بھیجا۔ وہ نعمان بن حارث کے گھرانے کے مہمان ہوئے اور فیروز دیلمی مرکبہ اور وہب ابن منبہ کے پاس دعوت اسلام کے خطوط بھیجے اور ان سب نے اسلام قبول کیا۔ صنعاء میں سب سے پہلے جس نے قرآن مجید تلا کیا وہ مرکبہ کے صاحبزادے عطاء اور وہب ابن منبہ تھے۔

شیخ متقی فرماتے ہیں کہ فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ مرزبانہ کے چچا کے بیٹے اور نجاشی کے بھانجے

10ھ میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔

◀▶ اول اسلام کے بعد نبی کریم ﷺ کی نصیحت

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے قبل دو حقیقی بہنوں سے عقد کر رکھا تھا۔ نبی کریم ﷺ کو جب معلوم ہوا تو آپ نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ ان دو بہنوں سے ایک سے عقد باقی رکھو اور ایک کو الگ کر دو۔

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قدمت علی النبی ﷺ وعندی اختان

۲ مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۵۱۰

۵۲۰ صفحہ ۵۲۰

۳ مدارج النبوة جلد ۲ صفحہ ۵۵۴

۳۸۸ صفحہ ۳۸۸

حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی

حیات و خدمات

حافظ محمد صدیق ساقی

شیخ المشائخ مولیٰ کامل حضرت اقدس خواجہ محمد صادق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۲۵ دسمبر ۱۹۲۱ء بروز اتوار چیمپیان شریف میرپور میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی شیخ المشائخ سلطان العارفین حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک برگزیدہ بندے تھے۔ حضرت صاحب آف گلہار شریف کا سلسلہ نسب خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ خاندان صدیقی ہر دور میں علم اور روحانیت کے افق پر چمکتا رہا ہے۔ مدینہ طیبہ، یمن، ایران، انڈیا اور خطہ کشمیر میں اس خاندان نے علم کی شمع فروزاں کی اور اہل اسلام کے قلوب میں خوف خدا، محبت مصطفیٰ ﷺ اور ذکر خدا کے چراغ بھی جلانے۔ حضرت خواجہ محمد صادق صدیقی علیہ الرحمۃ کی عمر ساڑھے ۱۲ سال تھی کہ آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سلطان عالم علیہ الرحمۃ کا ۹ مئی ۱۹۳۳ء کو وصال ہو گیا۔ قبلہ سلطان العارفین کی قبر اطہر چیمپیان شریف میں تھی۔ متکافؤیم کی تعمیر کی وجہ سے آپ کے جسد اطہر کو ۱۹۶۷ء میں دربار عالیہ کالادپو شریف جہلم منتقل کیا گیا۔

قبلہ خواجہ محمد صادق صدیقی کی صغر سنی میں آپ کے والد گرامی کے وصال سے دربار عالیہ چیمپیان شریف میں برادران طریقت کی تربیت و راہنمائی اور دیگر امور کی انجام دہی کے کٹھن مراحل درپیش تھے۔ ایسے حالات میں قبلہ حضرت صاحب آف گلہار شریف کی والدہ محترمہ عارفہ کشمیر حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے اس عظیم علمی اور روحانی خانوادے اور برادران طریقت کی راہنمائی کی ذمہ داری سنبھالی۔

قبلہ خواجہ صاحب نے حیرت انگیز تعلیم کشمیر، برطانیہ اور دیگر ممالک میں پھیلے ہوئے

تزوجتھا فی الجاہلیہ فقال : اذا رجعت لطفی احداہما !

﴿جاری ہے﴾



نعت نبی ﷺ

لہ میں عشق رخ شہ کا داغ لے کر چلے
ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
جنان بنے گی مہبان چار یار کی قبر
مدینہ جان جنان و جہاں ہے وہ سن لیں
گلہ نہیں ہے مرید رشید شیطان سے
ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
وقوع کذب کے معنی درست اور قدوس
جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوبہ ہی سے کھائے
جو دین کو دھوکہ دے بیٹھے ان کو یکساں ہے
رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے

اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
وہ کیا بہت سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
جو اپنے سینہ میں یہ چار بارغ لے کے چلے
جنہیں جنون جانا سوئے زراغ لے کے چلے
کہ اس کے وسعت علمی کا لاغ لے کے چلے
ہر ایک بچے مع کا لیاغ لے کے چلے
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے
بیٹے کی پھوٹے عجب سبز بارغ لے کے چلے
کہ اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے
خیر ہاتھ نہ آئی تو زراغ لے کے چلے
کلاغ لے کے چلے یا لاغ لے کے چلے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے



ابوداؤد شریف کتاب الطلاق رقم ۲۲۳۳ ابن ماجہ شریف کتاب النکاح رقم ۱۹۵۰

مریدین و متوسلین کے دلوں میں محبت خدا، محبت محبوب خدا اور ذکر خدا کی شمع فروزاں کی۔ آپ نے ان گنت مساجد و مدارس کا قیام عمل میں لایا جہاں ان گنت اہل اسلام قرآنی تعلیمات کے نور سے منور ہو رہے ہیں۔ آپ نے اتنی تعداد میں مساجد تعمیر فرمائی ہیں کہ آپ مساجد والے پیر صاحب کے لقب سے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ نے ہزاروں لاکھوں اہل اسلام کو غفلت کی نیند سے بیدار کر کے انہیں شریعت اسلامیہ کے مطابق زندگی گزارنے کا درس دیا اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کے لیے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ آپ نے اسلام کے محبت، اخوت، ایثار اور قربانی کے تصور کو انسانی قلوب میں راسخ کیا۔ قبلہ حضرت صاحب آف گلہار شریف نے تعمیر مساجد اور اجرائے مدارس کا جو عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ تابید یادگار رہے گا۔ آپ مساجد کے ڈیزائن اور نقشے خود اپنی نگرانی میں مرتب کرواتے۔ مساجد و مدارس کے تعمیری مراحل میں لحد لحد آپ کی توجہ مہارکہ شامل رہا کرتی تھی۔ جامع لال مسجد کوٹلی کی تعمیر کے دوران جو پتھر آپ خود اٹھا کر لائے وہ مسجد کی محراب والی دیوار کی بنیادوں میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی تعمیر کردہ مساجد کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے روح پر ایک خاص کیف طاری ہو جاتا ہے اور زبان سے قبلہ خواجہ صاحب کے بلندی درجات کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔

حضرت شیخ الشارح کی گفتگو بر محل، سادہ لیکن الفاظ میں معانی کا ایک پوشیدہ جہاں لیے ہوتی تھی۔ آزاد کشمیر، مقبوضہ کشمیر، پاکستان، برطانیہ اور خلیجی ریاستوں میں پھیلے ہوئے لاکھوں عقیدت مند اور عام لوگ مختلف مواقع پر اپنے مسائل و معاملات پر راہنمائی حاصل کرنے کے لیے آپ کو خطوط لکھتے رہے اور قبلہ حضرت صاحب نے ان خطوط کے جوابات لکھوائے ان میں سے کچھ ”مکاتیب الفردوس“ کے نام سے ۲ جلدوں میں چھپ چکے ہیں۔ چند ایک مکتوبات نذر قارئین ہیں۔

ایک صاحب نے برطانیہ سے خط لکھا کہ میری دو بچیاں ہیں جو میرے کنٹرول سے باہر ہیں اور میری بات بالکل نہیں مانتیں اور گھر میں سکون بھی نہیں ہے۔ جوانی مکتوب میں آپ نے فرمایا ہندو

آپ کے حق میں دعا گو ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس آزمائش سے نجات دے۔ بظاہر اصلاح کی خوشیوں کا کام ہو گئیں ہیں اب اس ذات کی طرف متوجہ ہو کر دیکھیں جس کے قبضہ قدرت میں کل کائنات ہے۔ صبح اٹھیں ہو سکے تو تہجد کی عادت ڈالیں نماز کی پابندی کریں اور نہایت خشوع اور زاری سے اس ذات کے آگے اپنا دکھڑا بیان کریں۔ اگر آپ نے خلوص سے اس ذات کا دامن تھاما تو وہ ذات آپ کو مایوس نہیں کرے گی۔ شیخ سعدی نے ایک حکایت بیان کی ہے کہ کوئی شخص غسل سے گزر رہا تھا اس کی نظر ایک بزرگ پر پڑی جو شیر پر سوار تھا اور ہاتھ میں اڑدھا کا کوزہ تھا۔ وہ شخص ڈر گیا تو بزرگ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”درو نہیں بلکہ سنو! میں نے جب اللہ تعالیٰ کے آگے سرفراں دیا تو کائنات کی ہر شے نے میرے آگے سر ڈال دیا ہے اور میری اطاعت پر مجبور ہے۔ معلوم ہوا انسان جب اس کا ہو جائے تو اس کے معاملات اس کی خواہش کے مطابق انجام پاتے ہیں۔“

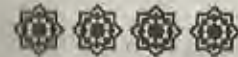
آج تعلیمی اداروں اور مدارس کے طلباء کے ہاں محنت کا شدید فقدان ہے۔ جب امتحان سر پر آتا ہے تو دور و دور ہو پ شروع ہو جاتی ہے۔ اس حوالہ سے وطن عزیز پاکستان کے ایک معروف دینی ادارے کے ایک طالب علم نے یوں لکھا کہ جناب دعا فرمائیں تاکہ میں اور میرے ساتھی امتحان میں کامیاب ہو جائیں اور مشکلات آسان ہوں۔ حضرت صاحب نے جو جوابی مکتوب ارسال کیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے فرمایا: ”عزیز! صرف دعا پر اٹھنا نہ رکھیں بلکہ محنت اور ریاضت سے کام لیں۔ محنت ہی کے بل بوتے پر آپ منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ جن مشاہیر کے مقالات اور خیالات علوم کی بنیاد اور اساس ہیں انہوں نے محنت ہی سے یہ مقام حاصل کیا ہے۔ آپ کی راہنمائی کے لیے چند واقعات لکھے جاتے ہیں تاکہ آپ کو اس احساس ہو سکے کہ محنت ہی سے کمال فن نصیب ہوتا ہے۔

ہے چنانچہ فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم! مجھے کھانے کے وقت علمی مشاغل چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ فرصت وقت بہت عزیز ہے۔

ارسطو کی کتاب ”الفنس“ کا ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس کا ابولنصر فارابی نے سومرتبہ مطالعہ کیا تھا۔ اس پر موصوف کے ہاتھ سے یہ عبارت تحریر تھی ﴿انسی قرات هذا الكتاب مائة مرة﴾ یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب موجودہ دور کی طرح کوئی سہولت میسر نہیں تھی۔ اب تو زمانے کے ساتھ ساتھ انسانی ذہن بھی ترقی یافتہ ہے مگر طہرانی، رازی اور فارابی پیدا نہیں ہو رہے کیونکہ محنت کا فقدان ہے۔

قبلہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مخلوق خدا کی راہنمائی، تعمیر مساجد اور اجرائے مدارس کے لیے جو مخلصانہ جدوجہد کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اسلام اور اولیائے امت کے راستے پر چلتے ہوئے اپنے کردار اور اخلاص حسن کی تلوار سے انسانی قلوب کو فتح کیا۔ آپ نے اپنی زندگی رضائے الہی کے حصول کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ آزاد کشمیر کے دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں سفر کر کے لوگوں کو غفلت کی نیند سے بیدار کیا۔ مخالفتوں کے طوفان اور مزاحمت کی سنگلاخ چٹانیں آپ کے عزم سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔

آپ نے لوگوں کو ذکر الہی، محبت رسول ﷺ، ادب شیخ، ادب والدین، ادب اساتذہ، امانت، دیانت، شرافت، خلوص، ایثار و قربانی اور صبر و ضبط کا درس دیا۔ قبلہ حضرت صاحب آف گلہار شریف ۸۷ سالہ بھر پور اصلاحی، دعوتی، علمی، روحانی زندگی اور تصوف کی خوشبو سے خطہ کشمیر کو مشکبار کرنے کے بعد ۳۱ دسمبر ۲۰۰۸ء کو دربار عالیہ گلہار شریف میں وصال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار اقدس پر لکھ لکھ رحمتوں کا نزول فرمائے۔



ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

محمد وحید نور

ہیک میں انٹرنیشنل کریمنل کورٹ (عالمی جرائم کی عدالت) نے سوڈان کے صدر عمر حسن احمد البشیر کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے ہیں۔ عمر البشیر پر 2003ء میں مغربی سوڈان کے علاقے ”دارفر“ میں 3 لاکھ افراد کے قتل کی چارج شیٹ ہے۔ عمر البشیر آئی سی سی (انٹرنیشنل کریمنل کورٹ) کی تاریخ کے پہلے صدر ہیں جن کے وارنٹ گرفتاری ان کے عہدہ صدارت کے دوران جاری کیے گئے ہیں۔

سوڈان سب سے بڑے براعظم ”افریقہ“ کا رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کا کل رقبہ 25 لاکھ 25 ہزار 810 مربع کلومیٹر اور کل آبادی 4 کروڑ افراد کے لگ بھگ ہے جبکہ دارالحکومت ”خرطوم“ ہے۔ تیل اور معدنی ذخائر کی وجہ سے یہ ملک افریقہ میں ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔

امریکہ نے سوڈان کے تیل اور معدنی ذخائر پر قبضہ کرنے کے لیے ایک پلان ترتیب دیا جس کے تحت مغربی سوڈان کے علاقے دارفر کے مقامی افراد کو مسلح بغاوت پر آمادہ کیا اور ان کی ہر ممکن پشت پناہی کی۔ ایک وقت ان باغی افراد کی شورش اس قدر زور پکڑ گئی کہ ان کی جانب سے دارفر کو جمہانی ریاست بنانے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ امریکی سازش صرف اسی تک محدود نہیں تھی بلکہ انہوں نے عیسائی پادریوں اور یہودی ریتوں کو بھی میدان میں اتار دیا جنہوں نے ملک بھر میں فرقہ وارانہ اسادات برپا کر دیے۔

2003ء میں جب حالات بہ قابو ہوتے جا رہے تھے تو سوڈانی صدر عمر البشیر نے اپنے ملک میں غیر ملکی شورش کو ختم کرنے کے لیے راست اقدام کا فیصلہ کیا۔ یہ راست اقدام باغیوں کے خلاف

احترام کریں وگرنہ خلاف ورزی کرنے والوں کو ملک بدر کر دیا جائے گا۔

سوڈانی صدر کے اس بیان نے عالمی عدالت کو اس کا حقیقی مقام دکھاتے ہوئے امریکی صہیونی اور عالمی عدالت کی بد معاشیوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ سوڈانی صدر کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ کیا ہے اور صہیونی ایجنڈے کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ خود اور ان کی اپنی امریکہ کا پینہ ہے۔

مقام حیرت ہے کہ سوڈانی صدر کے وارنٹ گرفتاری اس وقت کیوں جاری ہوئے جب حکومت اور باغیوں میں امن معاہدہ ہو چکا تھا؟ دارفر میں قتل و غارت پروارنٹ جاری ہوئے لیکن سوڈانی صدر کی آمد پر دارفر کے رہائشیوں نے ان کا پر تپاک استقبال کیوں کیا؟ این جی اوز کے تحفظ کا تحیہ، قتل جرائم کی عالمی عدالت نے کب سے لیا اور این جی اوز کا عالمی عدالت بڑے جنگی جرائم سے کیا تعلق؟



انعامی مقابلہ

① حیات عیسیٰ علیہ السلام سے کیا مراد ہے؟

② امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع کس مسئلہ پر ہوا؟

③ کس کتاب کو قادیانی مذہب کا انسائیکلو پیڈیا ہونے کا اعزاز حاصل ہے؟

﴿درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں کو اگلا شمارہ بالکل فری﴾

﴿جواب نوٹ کر دائیں طرف مصرتا مغرب 0321-4370406﴾



نہیں بلکہ درحقیقت صہیونی مفادات کے خلاف تھا۔ اس راست اقدام کے نتیجے میں کئی افراد ہلاک ہوئے اور ملک بھر میں پھیلی شورش یکسر ختم ہو گئی۔

امریکی صہیونی سازش اس راست اقدام (کریک ڈاؤن) کی بدولت اس وقت تو ختم ہو گئی لیکن سوڈان میں اپنے ناپاک منصوبوں کی تکمیل کے لیے ایک نیا جال تیار کیا گیا۔ یہ جال این جی اوز (غیر سرکاری اداروں) کی صورت میں تھا اور اس جال کو پھینکنے والوں میں امریکہ کے اتحادی اسرائیل اور برطانیہ تھے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ شکاری کے پاس ہتھیار تو نیا لیکن شکار اور مقام وہی تھا۔

سوڈانی صدر نے اس صہیونی سازش کو بھی بے نقاب کرتے ہوئے ملک بھر میں غیر ملکی این جی اوز پر پابندی لگا دی اور ایک مرتبہ پھر امریکی مفادات میں رکاوٹ بنے۔ ایسے حالات میں امریکہ نے جنگی جرائم کی عالمی عدالت (آئی سی سی) کو استعمال کرتے ہوئے سوڈانی صدر کے وارنٹ گرفتاری جاری کروا دیے۔ دنیا جانتی ہے کہ جنگی جرائم کی عالمی عدالت ہو یا اقوام متحدہ یہ ادارے عالمی طاغوت کے بے دام غلام اور اس کے مفادات کے سب سے بڑے ضامن، محافظ اور علمبردار ہیں۔ عالمی عدالت اور دیگر اداروں کو افغانستان، عراق، فلسطین، کولمبیا اور قفقاز میں ننگی جارحیت اور جنگی جرائم کیوں نظر نہیں آتے؟ عالمی عدالت کو 2003ء کا واقعہ تو یاد آ گیا لیکن غزہ میں حالیہ صہیونی درندگی کیوں یاد نہیں آئی؟ سوڈانی صدر کے وارنٹ گرفتاری کی 53 افریقی ممالک پر مشتمل تنظیم افریقی یونین، عرب لیگ، چین، روس اور ایران نے مذمت جبکہ امریکہ، اسرائیل، برطانیہ اور فرانس نے حمایت کی ہے۔

وارنٹ گرفتاری کے اجراء کے بعد سوڈانی صدر دارفر پہنچے اور ایک بہت بڑے استقبالی جلوس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ”وہ آئی سی سی ٹریبونل، ججوں اور پراسیکیوٹرز کو جو تے کی ٹوک پر رکھتے ہیں۔ عالمی عدالت نے انہیں کہا ہے کہ اگر وہ ملک میں موجود این جی اوز کو نہ پھیلے، انہیں لیا جاسکتا ہے لیکن میں سوڈان میں موجود تمام غیر ملکیوں کو پیغام دیتا ہوں کہ وہ ان کی تمام اشیاء کا

آزمائش سے نکلنے کی راہیں

***** عرفان صدیقی *****

پاکستان میں نصف صد کے قریب اخبارات روزانہ شائع ہوتے ہیں ان میں سے بعض اخبارات اپنی بے باک پالیسی اور بعض اخبارات مخصوص کالم نگاروں کی وجہ سے عوام میں خاصے مقبول ہیں۔ کچھ اخبارات کو یہ دونوں اعزازات بیک وقت حاصل ہوتے ہیں۔ ان معدودے چند اخبارات میں روزنامہ ”جنگ“ منفرد مقام کا حامل ہے۔ اس ادارے کے درجن بھر کالم نگاروں میں جناب عرفان صدیقی کو منفرد و نمایاں مقام حاصل ہے۔ صدیقی صاحب کی تحریریں وقت کی آواز اور ملک و ملت کے مفاد میں تڑپا دل رکھنے کی غماز ہیں۔ اسلامی عقائد کی سرحدات کی حفاظت ہونا ہمہا در دشمن خیالی کا آپریشن ہو بھکر انوں کی بے دینی یا مغرب نوازی صدیقی صاحب کا قلم یکساں حرکت کرتا ہے۔ درج ذیل تحریر نہ صرف صدیقی صاحب کے دردمند دل کی آواز بلکہ ہر ذی شعور کی انگلیوں کی ترجمان ہے۔

بے ساختہ جواب تو یہی ہونا چاہیے کہ پوری پاکستانی قوم سیسہ پلائی دیوار بن چکی ہے اور وہ کسی بھی بیرونی جارحیت کا منہ توڑ جواب دے گی لیکن بے ساختگی کی ترنگ کو ایک طرف رکھتے ہوئے ہمیں اپنے گھر کی خبر لینا ہوگی۔ اپنے انداز و اطوار کا بنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا۔ ان عوامل کا احاطہ کرنا ہوگا جن کے سبب سولہ کروڑ افراد کا ایک ایٹمی ملک بے بس و لاچار سی ریاست بنا دیا گیا ہے۔ اگر پورے اخلاص کے ساتھ ان پہلوؤں پر نظر نہ ڈالی گئی اور کوئی شخص حکمت عملی وضع نہ کی گئی تو وقت اپنے نوشتے تحریر کرتا چلا جائے گا اور قومی سلامتی یونہی داؤ پر لگی رہے گی۔

لائن آف کنٹرول اور لاہور کی بین الاقوامی سرحد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارتی لڑاکا طیاروں کا ہماری فضاؤں میں درانا ایسا اشارہ نہیں جسے سرسری انداز میں نظر انداز کر دیا جائے۔ بھارت کھلے عام دھمکی دے چکا ہے کہ وہ آزاد کشمیر اور پاکستان میں مخصوص اہداف کو نشانہ بنا سکتا ہے۔ اس ضمن میں مظفر آباد اور مرید کے نام بھی لیے جا چکے ہیں۔ اس پس منظر میں کیل کانٹے

سے لیس بھارتی لڑاکا طیاروں کا ہماری حدود میں داخل ہو جانا اتنا بھی سادہ و معصوم اقدام نہیں جتنا ہمارے ارباب حکومت قرار دے رہے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ بھارت سے زیادہ ہم وضاحتوں اور تاویلوں میں مصروف ہیں۔ بھارتی فضائیہ کے ترجمان نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے طیاروں نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی جبکہ ہماری وزیر اطلاعات فرماتی ہیں کہ بھارت نے اسے غلطی قرار دیا ہے۔ ایک بار پھر وہی کنفیوژن جو ایک عرصے سے ہمارا مقدر بنا ہوا ہے اور ایک بار پھر وہی حمیت سے محروم عاجزی و انکساری جو کمانڈر و صدر نے ”سب سے پہلے پاکستان“ کے نام پر متعارف کرائی۔

کسی کو کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہماری مسلح افواج کسی بھی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔ پاکستانی فوج بہترین پیشہ وارانہ صلاحیتوں کی حامل ہے اور اس کا ہر جوان وافر دفاع وطن کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنا اپنی سب سے بڑی سعادت خیال کرتا ہے۔ 1971ء کی جنگ یا کارگل جیسے بے شکے ایڈونچر بیمار ذہنوں کی پیداوار تھے۔ اس کے باوجود ہماری فوج پوری مردانگی سے لڑی۔

لیکن دفاع وطن کے تقاضے فوج اور اسلحہ خانوں تک محدود نہیں رہتے۔ تاریخ کا سبق یہی ہے کہ ایک توانا، پر عزم اور جری قیادت اور ایک متحد قوم کے بغیر ہتھیار کوئی کرشمہ دکھا سکتے ہیں نہ فوج کوئی معجزہ رقم کر سکتی ہے۔ پاکستان کے عوام کو تشویش یہ نہیں کہ فوج کوتاہی کرے گی بلکہ تشویش یہ ہے کہ آزمائش کی اس گھڑی میں ہماری قیادت وقت کے تقاضوں کا ساتھ نہیں دے پارہی اور سب کچھ بکھرا بکھرا سا دکھائی دے رہا ہے۔ ہمیں فوری طور پر اپنے کردار و عمل کا جائزہ لے کر انھیں نتائج اخذ کرنا ہوں گے اور کم از کم سات زاویوں سے خود احتسابی کرنا ہوگی۔

① پہلا یہ کہ ہم کب تک فرقہ طامشہ بنے رہیں گے؟ کیا وجہ ہے کہ خود اپنے ہی لباس پر سیاہیاں لکھنے اور خود اپنے ہی عارض و اسرار کا لکھنا تو ہمیں عین عار آتا ہے؟ پرویز مشرف کے دور میں

یہ صنعت عام ہوئی اور اب درجہ کمال کو پہنچ چکی ہے۔ امریکی کروڑوں ڈالر کی چاکری کا جواز پیدا کرنے کے لیے یہ حکمت عملی اپنائی گئی کہ پاکستان کو گناہوں کی پست بلا دیا جائے۔ مشرف بطور صدر پاکستان جہاں بھی گئے اسی نکتے کی تبلیغ کرتے رہے کہ پاکستان دہشت گردوں کا ڈاڈا بنا ہوا ہے۔ انہوں نے دینی مدارس سے لے کر قبائلی عوام تک سب کو ہرمیوں کے گھر سے میں کھڑا کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ پاکستان کو ایٹمی پھیلاؤ کا مافیائیت کرنے کے لیے واکٹر اسے کیو خان کی قبائلی تار کار دی۔ اعلان اسلام آباد میں یکطرفہ طور پر لکھ دیا کہ پاکستان اپنی سرزمین بھارت کے خلاف استعمال نہیں ہونے دے گا۔ انتہا یہ کہ خالصتاً ذاتی اغراض کے لیے جسٹس افتخار محمد چوہدری کی برطرفی کو بھی وہ عالمی منڈی میں یہ کہہ کر فروخت کرتے رہے کہ چیف جسٹس دہشت گردوں کو رہا کر کے واران میر کو نقصان پہنچا رہا تھا۔ اقتدار کی حرص میں اندھا ہو جانے والا پرویز وطن کا چہرہ مسخ کرتا رہا اور اسے دہشت گردوں کی سب سے بڑی پناہ گاہ کے طور پر پیش کرتا رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا پاکستان کو دہشت گردی کے حوالے سے جاننے لگی اور یہی ان کی پہچان بن گیا۔

② دوسرا قابل غور پہلو بے حیثیتی کی حدود کو چھوٹی وہ بزدلی ہے جو مشرف کے دور میں شعار بنی اور اپنی تمام تر زہرناکی کے ساتھ آج بھی موجود ہے۔ ان دنوں جنرل مشرف اور ان کے کاسہ لیس اٹھتے ٹپھتے قوم کو بتاتے رہتے تھے کہ ہم بے بس ہیں، ہم خود اپنے اڈے اور بندرگاہیں نہ دتے تو امریکا خود چھین لیتا۔ ہم حملے نہیں کریں گے تو وہ خود شروع کر دے گا۔ یہ رویہ آج بھی ہمارے ملک میں موجود ہے۔ وزیر دفاع نے متواتر بیان دیے کہ ہم ڈرون حملوں کو روک نہیں سکتے کیونکہ ہمارے پاس ٹیکنالوجی نہیں ہے۔ فضائیہ کے سربراہ نے دو نوک لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ امریکی ڈرونز کو ٹکھیوں اور پتھروں کی طرح مارا جا سکتا ہے اور ہمارے پاس اس کی صلاحیت ہے لیکن فیصلہ حکومت کو کرنا ہو گا۔ اب عالی مرتبت احمد مختار فرماتے ہیں کہ اگر ہم نے بھارت کے مطلوبہ اقدامات نہ کیے تو دنیا ہمیں دہشت گرد قرار دے دے گی۔ جناب وزیراعظم کا یہ بیان بھی آیا کہ امید ہے کہ بھارت فضائی حملے نہیں

کرے گا۔ کیا تو انا لیڈر شپ کا طرز کلام یہ ہوتا ہے؟ پاکستان کا کوئی باشندہ نہیں چاہتا کہ بھارت یا کسی بھی ملک سے جنگ ہو۔ کوئی نہیں کہہ رہا ہے ہم امریکہ پر چڑھ دوڑیں لیکن کیا فدویت اور بے چارگی کی کوئی آخری حد نہیں ہوتی؟ کیا ہم بات کرنے کی صلاحیت بھی گنوا بیٹھے ہیں؟

③ تیسرا پہلو یہ ہے کہ ایک آزاد و خود مختار ملک کی حیثیت سے ہماری سفارت کاری کے پاؤں میں کس نے زنجیر ڈال دی ہے؟ ہماری زبانیں کیوں گنگ ہو گئی ہیں؟ ہمارے ہونٹ کیوں سل گئے ہیں؟ بھارت ایک عرصے سے ہمیں عدم استحکام کا شکار کرنے کے لیے مکروہ ہتھکنڈوں میں مصروف ہے۔ ہمارے پاس ٹھوس شواہد بھی ہیں لیکن ہم کیوں دنیا کو نہیں بتا رہے کہ مقبوضہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے؟ ہم کیوں اقوام عالم کو آگاہ نہیں کر پارہے کہ بلوچستان میں بھارتی خفیہ ایجنسی ”را“ کیا کھیل کھیل رہی ہے؟ ہم کیوں کشمیر سنگھ کی بلائیں لینے اور اسے پھولوں کے ہار ڈال کر ڈھول تاشے کے ساتھ سرحد پار پہنچانے پر مجبور ہیں؟ ہم کیوں سرنجیت سنگھ کی سزائے موت ختم کرنے کے لیے آئین و قانون بدلنے کے درپے ہیں؟ 2003ء میں گجرات میں مسلم کشی کیوں اتنی جلدی بھلا دی گئی؟

سفارت کاری کے تازہ ترین مظاہرے کو دیکھیے جس نے پوری قوم کی نگاہیں شرم سے جھکا دی ہیں۔ اقوام متحدہ میں ہمارے نمائندے عبداللہ حسین ہارون فرماتے ہیں کہ ہم بلاول بھٹو زرداری والی تقریب میں مصروف تھے اس لیے پتہ ہی نہیں چلا کہ سلامتی کونسل میں کیا قرارداد آ رہی ہے۔ ہمارے خلاف قرارداد منظور کرنے والوں میں عوامی جمہوریہ چین کے علاوہ انڈونیشیا اور لیبیا بھی شامل تھے۔ کسی نے کسی سے رابطہ کر کے بھارتی عزائم بے نقاب کرنے یا اپنا نقطہ نظر سمجھانے کی کوشش ہی نہیں کی۔ حسین حقانی جیسے مرد ہنرمند اور متحرک و فعال شخص کا کمال فن بھی ہمارے کسی کام نہ آیا۔ آخر کیوں؟ دفاع وطن کے لیے طلبہ تیاری کے حوالے سے تین نکات کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ پہلا یہ کہ ہم احساس کمتری سے تلبیس۔ فرقہ واریت کے ذہن کی روش ترک کریں اور اپنے چہرے پر کالک تھوپنے کے پوچھی فلسفے سے گھاٹ حاصل کریں۔ دوسرا یہ کہ بے حیثیتی اور بزدلی کو حکمت عملی بنائے رکھنے کا

سلسلہ ختم کریں۔ دوسروں کی خوشامد و کالت کرنے اور دست قاتل پر بوسے دیئے جانے کا طرز عمل چھوڑ دیں۔ اس کا حالیہ مظاہرہ بھارتی طیاروں کی طرف سے ہماری فضائی حدود کے خلاف ورزی ہے۔ صدر محترم نے خود یہ تفصیل بیان کی کہ بھارتی طیارے چونکہ چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہے تھے اس لیے دائرہ نما موڑ کا متے ہوئے وہ زمینی حدود کا اندازہ ہی نہیں لگا سکے۔ کیا یہ بیان کسی بھارتی ترجمان کی طرف سے نہیں آنا چاہیے تھا؟ تیسرا نکتہ یہ ہے کہ ہماری سفارت کاری، دوست ممالک سے رابطے، اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کی صلاحیت اور خود اعتمادی سے کلام کرنے کا حوصلہ کہاں گیا؟ آخر ہم ایک جزیرہ بن کر کیوں رہ گئے ہیں؟

④ چوتھا ضروری نکتہ یہ ہے کہ ہم پوری بنجیدگی کے ساتھ اپنے دامان تار تار کی پختہ گری کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگوں کو ہماری عسکری قوت، ہمارا اسلامی تشخص اور ہماری جوہری صلاحیت بری طرح کھلتی ہے۔ بھارت کے عزائم کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہم کتنے ہی بیک ڈور اور فرنٹ ڈور مذاکرات کر لیں کتنے ہی اعتماد افزا اقدامات کے مینا بازار سجالیں اور واری صدقے جانے کے کتنے ہی جتن کر لیں بھارتی سامراج کی رگ میں سمایا زہر ختم نہیں ہوگا۔ امریکہ اور یورپ کی رگ جاں بچہ یہود میں ہے اور ہم سے بغض رکھنے والی طاقتوں کے خبث باطن کا مداوا مشکل ہے لیکن اس سب کے باوجود ہمیں خود احتسابی کا مخلصانہ اہتمام کرنا ہوگا۔ ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمارے دیرینہ اور آزمودہ دوست بھی سفارتی میدان میں ہمارے شانہ بشانہ کھڑا ہونے سے کیوں گریزاں ہیں؟ کیا نظر آنے والی حکومت کے علاوہ بھی کوئی ایسی نادیہ قوت موجود ہے جو بڑے خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ پاکستان کے لیے مسائل پیدا کر رہی ہے۔

اطمینان کا مقام ہے کہ پاک فوج کی نئی قیادت ان نزاکتوں کو سمجھتی ہے۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل اشفاق پرویز کیانی، سیاسی حکومت اور پارلیمنٹ کی بالادستی کو اجاگر کرتے ہوئے فوج کے ادارے کو منتخب عوامی نمائندوں کی فکر کے تابع رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ کئی بار کہہ چکے ہیں کہ فوج کی

اصل قوت عوام کی پشت پناہی ہے۔ اپنی اس سوچ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے انہوں نے سول اداروں میں خدمات سرانجام دینے والے ہزاروں فوجیوں کو واپس بلا لیا ہے۔ یہ ایک عمدہ موقع ہے کہ فوجی اور سول قیادت ریاست کے آئینی نظم کو مضبوط و مستحکم بنائیں۔

کارگل ڈرامہ ابھی گل کی بات ہے۔ مشرف نے دو تین ساتھیوں کے ساتھ مل کر حکومت سے بالا بالا ایک ایسی مہم جوئی کی جس نے ایک مہذب اور ذمہ دار ریاست کے طور پر پاکستان کا چہرہ بری طرح مسخ کر دیا۔ اس تماشے نے پاکستان کی بین الاقوامی ساکھ پر اتنا گہرا زخم لگایا کہ ابھی تک اس سے لہو رس رہا ہے۔ یہ پہلا موقع تھا جب چین اور سعودی عرب جیسے دوستوں نے بھی دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ وہ ہماری تائید نہیں کر سکتے اور ہمیں اپنی فوجیں غیر مشروط طور پر واپس لانا ہوں گی۔ ہماری کئی پھٹی اور پچی کھچی فوج تو کارگل کی فلک بوس چوٹیوں سے اتر آئی لیکن پاکستان ابھی تک لڑھکانیاں کھا رہا ہے۔ آج ساری دنیا ایک زبان ہو کر ہمیں طعنے دے رہی ہے تو اس کا سرچشمہ کارگل کے پہاڑوں سے ہی پھوٹا ہے۔ ایسی مہمات کی مستقل روک تھام اور سمندر کی تہہ میں جوار بن ناپیدا کرنے والی مہار موجوں کو لگام ڈالنے کا وقت آ گیا ہے۔

⑤ داخلی طور پر اتحاد و یکجہتی کے لیے محض لیپا پوتی کی بجائے خلوص کے ساتھ ٹھوس اور بنجیدہ کوششیں کی جائیں۔ رسمی طور پر کوئی اے پی سی بلا نے اور ایک روایتی سا اعلامیہ جاری کر دینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ حکومت اگر واقعی وسیع تر قومی اتحاد کی راہ میں حائل رکاوٹیں دور کرنا چاہتی ہے تو 9 مارچ 2008ء اور 7 اگست 2008ء کے تحریری معاہدوں پر کیوں عمل نہیں ہو رہا؟ 3 نومبر کے سراسر غیر آئینی آمرانہ اقدام کا طوق کیوں ابھی تک قوم کی گردن میں جھول رہا ہے؟ سترہویں ترمیم کے خلاف پارلیمنٹ متفق ہے لیکن حکومت کیوں اس ناسور کی محافظ بنی بیٹھی ہے؟ (58(2B کی تلوار بدستور لٹک رہی ہے۔ عدلیہ اور مقتضی کو مد مقابل لایا جا رہا ہے۔ سب سے بڑے صوبے کا گورنر مرکز کی چھتری تلے بیٹھا آگ اگل رہا ہے۔ اتحاد و یکجہتی کے قصیدے پڑھنے والی حکومت میں سے

شرم تم کو مگر آتی نہیں

مولانا محمد علی رضوی

یہ 1973ء کی بات ہے کہ عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان جنگ چھڑنے کو تھی ایسے میں ایک امریکی سینیٹر ایک اہم کام کے سلسلے میں اسرائیل آیا۔ وہ اسلحہ کی بیٹی کا سربراہ تھا اور اسے فوراً اسرائیل کی وزیراعظم ”گولڈہ مائیر“ کے پاس لے جایا گیا۔ گولڈہ مائیر نے ایک گھریلو عورت کی طرح سینیٹر کا استقبال کیا اور اسے اپنے کچن میں لے گئی۔ یہاں اس نے امریکی سینیٹر کو ایک چھوٹی سی ڈائیننگ ٹیبل کے پاس کرسی پر بٹھا کر چولہے پر چائے کے لیے پانی رکھ دیا اور خود وہیں آ بیٹھی۔ اسرائیلی وزیراعظم نے اس کے ساتھ طیاروں، میزائلوں اور توپوں کا سودا شروع کر دیا۔ اچھی بھاؤ جاری ہی تھا کہ چائے پکنے کی خوشبو آئی۔ وہ خاموشی سے اٹھی اور چائے دو پیالیوں میں انڈیلی۔ ایک پیالی سینیٹر کے سامنے رکھ دی اور دوسری گیٹ پر کھڑے امریکی گارڈ کو تھما دی۔ پھر دوبارہ میز پر آ بیٹھی اور امریکی سینیٹر سے محو کلام ہو گئی۔ چند لمحوں کی گفت و شنید کے بعد سودے کی شرائط طے پا گئیں۔ اس دوران گولڈہ مائیر اٹھی، پیالیاں سمیٹیں اور انہیں دھو کر واپس سینیٹر کی طرف پلٹی اور بولی مجھے سودا منظور ہے۔ آپ تحریری معاہدے کے لیے اپنا سیکرٹری میرے سیکرٹری کے پاس بھجوادیں۔

یاد رہے اسرائیل اس وقت اقتصادی بحران کا شکار تھا مگر گولڈہ مائیر نے کتنی سادگی سے اسرائیلی تاریخ میں اسلحہ کی خریداری کا اتنا بڑا سودا کر ڈالا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ خود اسرائیلی کابینہ نے اس بھاری سودے کو رد کر دیا۔ اسرائیلی کابینہ کا موقف تھا کہ اس خریداری کے بعد اسرائیلی قوم کو برسوں تک دن میں ایک وقت کے کھانے پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ گولڈہ مائیر نے ارکان کابینہ کا موقف خا اور کہا کہ آپ کا خدشہ درست ہے لیکن اگر ہم یہ جنگ جیت گئے اور ہم نے عربوں کو

کوئی نہیں جو اسے گھر کی راہ دکھائے۔

⑥ چھٹا کتہ سوات، باجوڑ اور قبائلی علاقوں کے آتش فشاں پر توجہ دیتا ہے۔ پارلیمنٹ نے 22 اکتوبر کو ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے 14 نکاتی لائحہ عمل تجویز کیا تھا۔ اس لائحہ عمل کو بلا تاخیر عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

⑦ ساتواں کتہ یہ ہے کہ صدر آصف زرداری، پرویز مشرف کی جانشینی کے آشوب سے نکل کر آئین کے تقاضوں کے عین مطابق جمہوری پارلیمانی نظام کو بروئے کار آنے دیں۔ مشرف کا الیہ تھا کہ عوام میں اس کی جڑیں نہ تھیں، وہ مطلق العنان آمر تھا جو عام پارلیمانی یا مشاوری نظام سے بالاتر ہوتا ہے۔ عالمی اوباشوں کو ایک فرد سے ملاقات طے کرنے اور اسے ڈرا دھمکا کر اپنی بات منوانے کا موقع مل جاتا ہے۔

جمہوری نظام میں وزیراعظم اپنی کابینہ کا، کابینہ اپنی پارلیمنٹ کی اور پارلیمنٹ اپنے عوام کے جذبہ و احساس کی پابند ہوتی ہے۔ بیرونی دباؤ کے سامنے یہ نظام مضبوط دفاعی دیوار کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے۔ صدر زرداری کو چاہیے کہ وہ خود ساری دنیا سے معاملہ نہ کریں۔ آئینی چیف ایگزیکٹو کو اپنی صلاحیتیں آزمانے اور پارلیمنٹ کو تمام تر توانائی کے ساتھ بروئے کار آنے دیں۔ اس سے ان کے لکھنوں کا بوجھ بھی کم ہو جائے گا۔ جس دن امریکہ، برطانیہ، بھارت اور ہمیں ڈرانے دھمکانے والوں کو یقین ہو گیا کہ اب ان کے سامنے ایک فریڈم سولہ کروڑ عوام کی نمائندہ پارلیمنٹ کھڑی ہے تو اس دن ان کے تقاضے بھی سمٹ جائیں گے اور لہجہ بھی بدل جائے گا۔



پسپائی پر مجبور کر دیا تو تاریخ ہمیں فاتح قرار دے گی۔ جب تاریخ کسی قوم کو فاتح قرار دیتی ہے تو وہ بھول جاتی ہے کہ جنگ کے دوران قوم نے کتنے انڈے کھائے تھے اور روزانہ کتنی بار کھانا کھایا تھا۔ اس کے دسترخوان پر شہد، مکھن وغیرہ تھایا نہیں۔ فاتح صرف فاتح ہوتا ہے۔ گولڈہ مائیر کی اس دلیل میں وزن تھا لہذا اسرائیلی کا بیڑہ کو اس سودے کی منظوری دینا پڑی۔ آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ گولڈہ مائیر کا اقدام درست تھا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اسی اسلحے اور جہازوں سے یہودی عربوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے۔ جنگ ہوئی اور عرب بوڑھی عورت (گولڈہ مائیر) سے شرمناک شکست کھا گئے۔

جنگ کے ایک عرصہ بعد واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے گولڈہ مائیر کا انٹرویو کیا اور سوال کیا کہ امریکی اسلحہ خریدنے کے لیے آپ کے ذہن میں جو دلیل تھی وہ فوراً آپ کے ذہن میں آئی یا پہلے سے طے کر رکھی تھی؟ گولڈہ مائیر نے جو جواب دیا وہ چونکا دینے والا تھا۔ وہ بولی میں نے یہ استدلال اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کے نبی (محمد ﷺ) سے لیا تھا۔ میں جب طالبہ تھی تو مذہب کا موازنہ میرا پسندیدہ موضوع تھا۔ انہیں دنوں میں نے محمد ﷺ کی سیرت پڑی۔ اس کتاب میں مصنف نے ایک جگہ لکھا تھا کہ جب محمد ﷺ کا وصال ہوا تو ان کے گھر میں اتنی رقم نہیں تھی کہ چراغ جلانے کے لیے تیل خریدا جاسکے لہذا ان کی اہلیہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے ان کی زرہ رہن رکھ کر تیل خریدا لیکن اس وقت بھی محمد ﷺ کے حجرے کی دیواروں پر نو تلواریں لٹک رہی تھیں۔ میں نے جب یہ واقعہ پڑھا تو سوچا کہ دنیا میں کتنے لوگ ہوں گے جو مسلمانوں کی پہلی ریاست کی کمزور اقتصادی حالت کے بارے میں جانتے ہوں گے لیکن مسلمان آدھی دنیا کے فاتح ہیں یہ بات پوری دنیا جانتی ہے۔ لہذا میں نے فیصلہ کیا کہ اگر مجھے اور میری قوم کو برسوں بھوکا رہنا پڑے پختہ مکانوں کی بجائے خیموں میں زندگی بسر کرنی پڑے تو بھی ہم اسلحہ خریدیں گے اور خود کو مضبوط ثابت کرتے ہوئے فاتح کا اعزاز پائیں گے۔

گولڈہ مائیر نے اس حقیقت سے تو پردہ اٹھا دیا مگر ساقی ہی انٹرویو نگار سے درخواست کی کہ اسے ”آف دی ریکارڈ“ رکھا جائے اور شائع نہ کیا جائے۔ وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے نبی کا نام لینے سے جہاں اس کی قوم خلاف ہو سکتی ہے وہاں مسلمانوں کے موقف کو بھی تقویت ملے گی چنانچہ واشنگٹن پوسٹ کے نمائندے نے یہ واقعہ حذف کر دیا۔ وقت دھیرے دھیرے گزرتا رہا یہاں تک کہ گولڈہ مائیر انتقال کر گئی اور وہ انٹرویو نگار بھی عملی صحافت سے الگ ہو گیا۔

اس دوران ایک اور نامہ نگار امریکہ کے ٹیس بڑے نامہ نگاروں کے انٹرویو لینے میں مصروف تھا۔ اس سلسلے میں اسی نامہ نگار کا انٹرویو لینے لگا جس نے گولڈہ مائیر کا انٹرویو کیا تھا۔ اس انٹرویو میں اس نے گولڈہ مائیر کا وہ واقعہ بیان کر دیا جو سیرت نبوی ﷺ سے متعلق تھا۔ اس نے کہا اب مجھے یہ واقعہ بیان کرنے میں کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہو رہی۔ میں نے اس واقعے کے بعد جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو میں عرب بڑوں کی جنگی حکمت عملیاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ طارق بن زیاد جس نے جبرالٹر (جبل الطارق) کے راستے اسپین فتح کیا تھا اس کی فوج کے آدھے سے زیادہ مجاہدوں کے پاس پورا لباس نہیں تھا۔ وہ بہتر بہتر گھنے ایک چھاگل پانی اور روٹی کے چند سوکھے ٹکڑوں پر گزارا کرتے تھے۔ یہ وہ موقع تھا جب گولڈہ مائیر کا انٹرویو نگار قائل ہو گیا کہ تاریخ فتوحات گنتی ہے دسترخوان پر پڑے انڈے اور مکھن وغیرہ نہیں۔

گولڈہ مائیر کے انٹرویو نگار کا اپنا انٹرویو جب کتابی شکل میں شائع ہوا تو دنیا اس ساری داستان سے آگاہ ہوئی۔ یہ حیرت انگیز واقعہ تاریخ کے درپچوں سے جھانک جھانک کر مسلمانان عالم کو جھنجھوڑ کر بیداری کا درس دے رہا ہے اور ہمیں سمجھا رہا ہے کہ ادھڑی عباؤں اور پھٹے جوتوں والے گلہ بان چودہ سو برس قبل کس طرح جہاں بان بن گئے؟ ان کی ٹنگی تلواروں نے کس طرح چار براعظم فتح کر لیے؟

اگر پر شکوہ محلات عالی شان باغات زرق برق لباس، ریشم کھواب سے آراستہ و پیراستہ آرام گاہیں، سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے بھری تجوریاں، خوش ذائقہ کھانوں کے انبار اور کھٹکھٹاتے سکوں

کی جھکا رہیں بچا سکتی تو تار یوں کی ہڈی دل افواج بغداد کو روندتی ہوئی معتمد باللہ کے محل تک نہ پہنچتی۔
آہ! وہ تاریخ اسلام کا کتنا عبرت ناک منظر تھا جب معتمد باللہ آہنی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا
چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان کے سامنے کھڑا تھا۔ کھانے کا وقت آیا تو ہلاکو خان نے خود سادہ برتن میں
کھانا کھایا اور خلیفہ کے سامنے سونے کی طشتریوں میں ہیرے جواہرات رکھے پھر معتمد سے کہا جو سونا
چاندی جمع کرتے تھے اسے کھاؤ۔ بغداد کا تاجدار بے چارگی و بے کسی کی تصویر بنا کھڑا تھا۔ وہ بولا میں
ہیرے جواہرات کیسے کھاؤں؟ ہلاکو نے فوراً کہا پھر تم نے یہ ہیرے جواہرات کیوں جمع کیے تھے؟

ہلاکو خان نے نظریں گھما کر محل کی چالیاں اور مضبوط دروازے دیکھے اور سوال کیا کہ تم نے ان
چالیوں اور دروازوں کو کھلا کر آہنی تیر کیوں نہ بنوائے؟ تم نے یہ جواہرات جمع کرنے کی بجائے اپنے
سپاہیوں کو رقم کیوں نہ دی تاکہ وہ جانبازی اور دلیری سے میری افواج کا مقابلہ کرتے۔ خلیفہ معتمد نے
تاسف سے کہا ”اللہ کی یہی مرضی تھی“۔ ہلاکو خان نے کڑک دار لہجے میں کہا پھر جو تمہارے ساتھ ہونے
والا ہے وہ بھی اللہ کی مرضی ہے۔ پھر ہلاکو خان نے معتمد باللہ کو مخصوص لبادے میں لپیٹ کر گھوڑوں کی
ناپوں تلے روند کر بغداد کو قبرستان بنا ڈالا۔

ہلاکو خان نے کہا ”آج میں نے بغداد کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالا ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت اسے
پہلے والا بغداد نہیں بنا سکتی“۔ تاریخ تو فتوحات گنتی ہے محل لباس ہیرے جواہرات لذیذ کھانے اور
زیورات نہیں۔

اقبال کا یہ شعر کس قدر بر محل ہے۔

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر ام کیا ہے

شمشیر و سناں اول، طاؤس و رہاب آخر



ختم نبوت

ڈاکٹر منشی محمد رفیع رحمت جلالی

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا

اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیاں ختم نبوت کا

ملائک کی جماعتیں روز و شب وہاں پہ اترتی ہیں

ذکر جاری ہمیشہ ہے جہاں ختم نبوت کا

تھے جتنے بھی نبی دیگر نبوت ان کی وقتی تھی

مگر ہے حشر تک سارا زماں ختم نبوت کا

یہ نعرہ ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

کرو اپنے لبو سے بھی دھیاں ختم نبوت کا

مٹاؤ زور بازو سے کفر ہر قادیانی کا

یمامہ سے اٹھا لو ہر سناں ختم نبوت کا

انوکھی شان اس فن میں کیا مہر علی کی ہے

کیا جس نے عقیدت سے بیاں ختم نبوت کا

الہی! شاہ لورانی کی قبر پہ رحمتیں برسیں

ایسا جس نے پورا کارواں ختم نبوت کا

سنو جتنے بھی ہیں ختم نبوت کے فدائی

میں یہ کلام پر ہم دعاں ختم نبوت کا

بنا کلک رضا ہر اس کہنے کے لیے فخر

ہے جس نے بھی کیا کوئی زیاں ختم نبوت کا

خداوند مدینے کے چمکتے چاند کا صدقہ

بنا دے اپنے آصف کو حساں ختم نبوت کا



گزشتہ شمارے کے جوابات

① عقیدہ ختم نبوت سے یہ مراد ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی و رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد کسی قسم کا کوئی بھی نیا نبی مبعوث نہ ہوگا۔ ہاں! قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے تشریف لائیں گے لیکن اس وقت ان کی تشریف آوری نبی کریم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے ہوگی۔

② تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے منظور نظر اور مرید حضرت مولانا محمد حسن فیضی علیہ الرحمۃ نے مرزا قادیانی کو بغیر نقطوں کے عربی قصیدہ پڑھنے کے لیے دیا اور انگریزی نبی اس کی ایک لائن بھی نہ پڑھ سکا۔

③ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے مرزا افضل احمد کو قادیانیت قبول نہ کرنے کی وجہ سے اپنی جائیداد سے عاق کر دیا تھا۔

④ دجال قادیاں مرزا غلام قادیانی منگل کے دن کو منحوس کہتا تھا اور خود بھی اسی دن واصل جہنم ہوا۔

﴿درست جوابات دینے والے خوش نصیب﴾

﴿حافظ عمر فاروق اسلامیہ کالج، محمد ابوبکر دارالعلوم انجمن نعمانیہ، شفیق احمد راولپنڈی﴾

﴿حسن عطاری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور﴾

اسرائیل کی کشمیر میں دلچسپی کیوں؟

جناب حامد میر

مختصر مہر صاحب اہل پاکستان کے لیے جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ تقریباً دو دو ہائیوں سے فنِ صحافت سے ہیں اور مرزا انیت، قادیانیت کو اسلام و پاکستان کے لیے حقیقی فتنہ و خطرہ گردانتے ہیں۔ گاہے بگاہے تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت پر اپنے قلم کو حرکت میں لاتے ہوئے بارگاہ خاتم النبیین ﷺ میں حاضری لگواتے ہیں۔ مقامِ نبوت کا تحفظ کرنے والے اداروں اور شخصیات کو مفید مشوروں سے نوازتے ہیں۔ عہد پر ویز میں پاسپورٹ میں اللہ کے خاندان کی بھالی میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

سوزر لینڈ کے پہاڑی شہر ڈیوس میں ہر سال ورلڈ اکنامک فورم کا سالانہ اجلاس منعقد ہوتا ہے جس میں دنیا کے بڑے بڑے لیڈروں اور دانشوروں کو خطاب کی دعوت دی جاتی ہے۔ جنوری 1994ء میں اس وقت کی وزیراعظم محترمہ بینظیر بھٹو کو ڈیوس میں ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس کے خطاب کی دعوت دی گئی۔ محترمہ بینظیر بھٹو کے وفد میں یہ خاکسار بھی بطور اخبار نویس شامل تھا۔

اس اجلاس میں معروف امریکی دانشور سیمونل ہنگٹن نے تہذیبوں کے تصادم کا تصور پیش کرتے ہوئے مغرب کو اسلام کے خطرے سے خبردار کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہندو تہذیب اور مغربی تہذیب آپس میں فطری اتحادی ہیں جبکہ اسلامی تہذیب کا اتحاد چینی تہذیب کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ دس سال پہلے سیمونل ہنگٹن کے خیالات پر اکثر مبصرین کو حیرت ہوئی تھی۔ ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس میں سیمونل ہنگٹن کی تقریر کے بعد اسرائیلی وزیر خارجہ شمعون پیریز نے خطاب کیا۔

محترمہ بینظیر بھٹو کا خطاب آخری سیشن میں تھا لہذا میں چائے پینے کے لیے کانفرنس ہال سے باہر نکلا تو شمعون پیریز بھی باہر نکلتے دکھائی دیے۔ میری صحافیانہ رگ پھڑکی اور میں بھی ان کے پیچھے

ہو گیا۔ ہال کے باہر شدید برف باری اور برف کی اونچائیوں کے باعث گاڑیوں کا حرکت کرنا مشکل تھا۔ شمعون پیریز کو بتایا گیا کہ ہال سے تقریباً ۱۰۰ میٹر کے فاصلے پر ایسی مشینیں موجود ہیں جو برف صاف کر رہی ہیں اور گاڑیاں چل سکتی ہیں۔ میری حیرت کی انتہاء ہی جب شمعون پیریز اپنے دو محافظوں کے ہمراہ پیدل ہی روانہ ہو گئے۔ ایک سوئس صحافی نے بھاگ کر ان کے ساتھ ہاتھ ملایا اور تعارف کروا کر ملاقات کا وقت مانگا۔ اسرائیلی وزیر خارجہ نے اسے کہا کہ آؤ میرے ساتھ پندرہ بیس منٹ چلو اور گفتگو کرو۔ لیکن سوئس صحافی کو واپس کانفرنس ہال میں جانا تھا۔ اس نے معذرت کر لی اور میں فوراً چھلانگ مار کر شمعون پیریز کے سامنے آ گیا اور بغیر تعارف کروائے اعلان کیا کہ میں ان کے ساتھ برف باری میں پیدل چلنے کو تیار ہوں۔ انہوں نے کوئی جواب دینے سے پہلے میرے گریبان میں لٹکے ہوئے کانفرنس کارڈ پر نظر ڈالی اور مسکراتے ہوئے پوچھا کہ کیا تم پاکستانی ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا اور زور دے کر کہا میں صحافی ہوں اور میرا تعلق روزنامہ جنگ سے ہے۔ شمعون پیریز نے جواب دیا کہ ہاں! ہاں! یہ اردو کا اخبار ہے اور لندن سے بھی شائع ہوتا ہے۔ اس جواب نے مجھے حیران سے زیادہ پریشان کر دیا۔

اسرائیلی وزیر خارجہ نے اشارے سے مجھے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ میں نے اپنے چھوٹے سے بیگ میں سے ٹیپ ریکارڈر نکالنا چاہا تو ایک محافظ نے آگے بڑھ کر میرا ہاتھ تھام لیا اور انگریزی میں کہا کہ میرا ہاتھ مت نکالو۔ میں نے بتایا کہ یہ ٹیپ ریکارڈر ہے۔ شمعون پیریز بولے کہ ٹھیک ہے تم نکال سکتے ہو لیکن ابھی نہیں ہٹلے پینچ کر کافی پیئیں گے پھر تم انٹرویو کر لینا۔ اب ہم پیدل چلتے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے میری قومیت پوچھی تو میں نے بتایا کہ میں پاکستانی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ نسلی قومیت بتاؤ۔ میں نے بتایا کشمیری ہوں۔ شمعون پیریز نے کہا کہ ”میر“ کشمیری ہوتے ہیں اور ان کا تعلق بنی اسرائیل کے ان گم شدہ قبائل سے ہے جو ہزاروں سال پہلے فلسطین سے واپس ہوئے۔ میں نے انہیں بتایا کہ اس سلسلے میں ایک یہودی مصنف ”فیہر قیصر“ نے انگریزی میں

کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام Jesus Did in Kashmir ہے اور کتاب میں میر، ہٹ، ڈار، گناہی، منوشال، گاہا، کچلا اور بہت دکی دیگر کشمیری ذاتوں کا تعلق نہ صرف بنی اسرائیل سے جوڑا گیا ہے بلکہ یہودیوں کی پرانی کتابوں کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔

محققین کی اکثریت ان دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتی کیونکہ فیہر قیصر کی کتاب میں قادیانیوں کے عقائد کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصال کشمیر میں ہوا۔ ان کا مقبرہ بھی وہیں ہے اور قادیانیوں کا جھوٹا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اصلی مسیح موعود تھا۔ (نعوذ باللہ) شمعون پیریز نے پوچھا پھر تم کون ہو؟ یہ ایک مشکل سوال تھا۔ اس وقت تک مجھے صرف اتنا پتہ تھا کہ میرے بزرگوں کا تعلق مقبوضہ کشمیر سے ہے اور وہ مہاجر بن کر سیالکوٹ آئے تھے۔ ہجرت کے دوران میرے نانا غلام احمد جراح کا آدھے سے زیادہ خاندان جنوں کے نواح میں قتل ہو گیا اور میری والدہ اپنی دو بہنوں کو لاشوں سے بھری ہوئے بس میں چھپا کر بڑی مشکل سے سیالکوٹ پہنچیں۔ میرے دادا میر عبدالعزیز بتایا کرتے تھے کہ ہمارا خاندانی تعلق میر شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ سے بنتا ہے اور ہمارے گھرانے سے رشتہ دار ”بڈگام“ اور ”انٹ ناگ“ میں رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجھے زیادہ پتہ نہیں تھا۔ بہر حال باتیں کرتے کرتے ہم ہوٹل پہنچے۔ وہاں شمعون پیریز کا میں نے دس منٹ انٹرویو ریکارڈ کیا اور شام کو واپس چھوڑا آ گیا۔ اس ملاقات کے بعد میں نے اسرائیل اور قادیانیوں کی کشمیر میں دلچسپی کی وجوہات پر معلومات حاصل کرنا شروع کیں۔

شاعر مشرق علامہ اقبال جدید تعلیم یافتہ حضرات میں وہ پہلے جہان دیدہ شخص تھے جنہوں نے 1931ء میں قادیانیوں کی حقیقت جان لی۔ قادیانیوں نے ہندوستانی مسلمانوں کی قائم کردہ کشمیر کمیٹی پر قبضہ کر رکھا تھا۔ مرزا بشیر الدین قادیانی کو جب انہوں نے اپنے کانوں سے توہین رسالت کرتے ہوئے سنا تو قادیانیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے کشمیر کمیٹی سے نکلوا دیا۔ قادیانی اس زمانے سے کشمیر کو ایک قادیانی ریاست (اسرائیل) بنانے کے منصوبے پر عمل پیرا تھے۔ یہی وجہ ہے کہ

دورہ کیا۔ اس دورے کا مقصد کشمیر میں امن قیام تھا لیکن حقیقت میں اس دورے کے بعد کشمیر میں اسرائیل اور بھارت نے بہت سے خفیہ اور اعلانیہ مشترکہ منصوبے شروع کئے۔

پچھلے دنوں واشنگٹن میں میری ملاقات کچھ ایسے اعتبار پسند یہودی دانشوروں سے ہوئی جو اسرائیل کی کشمیر میں بڑھتی ہوئی دلچسپی سے پریشان ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان مسئلہ فلسطین کی وجہ سے ہر یہودی کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اسرائیل نے کشمیر میں بھی مداخلت پر ہادی تو اس نفرت میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

غور کیا جائے تو کشمیر میں اسرائیل کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کی صرف ایک وجہ نظر آتی ہے۔ وہ یہ کہ جموں اور سرینگر کے ایئر پورٹ پاکستان کے بہت قریب ہیں۔ اسرائیل ان ہوائی اڈوں کو پاکستان چھلے کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ ”گوہر ایوب“ نے خود مجھے بتایا کہ مئی 1998ء میں پاکستان کے ایٹمی دھماکوں سے دو دن قبل ہمیں سعودی عرب نے اطلاع دی کہ اسرائیلی فضائیہ سرینگر ایئر پورٹ سے کہوٹہ ریسرچ لیبارٹری پر حملہ کرنے والی ہے۔ گوہر ایوب کے بقول ہم نے راتوں رات بھارتی ہائی کمانڈر کو دفتر خارجہ طلب کیا اور وارننگ دی کہ اگر ہماری تنصیبات پر حملہ ہوا تو جواب میں دہلی، کلکتہ، بمبئی اور بنگلور کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔ بھارتی ہائی کمانڈر نے فوری طور پر نئی دہلی کو اس وارننگ کی اطلاع دی اور یوں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملے کا اسرائیلی منصوبہ ناکام بنایا گیا۔ افسوس کہ عالم عرب اب تک پاکستان اور کشمیر کے خلاف اسرائیلی اور بھارتی عزائم سے پوری طرح خبردار نہیں ہے۔

22 دسمبر 2004ء کے اخبارات میں فرانسیسی خبر رساں ادارے اے ایف پی کے حوالے سے

یہ خبر شائع ہوئی کہ مقبوضہ کشمیر میں اسرائیلی ساختہ جاسوس طیارے تعینات کر دیئے گئے ہیں جو مجاہدین کی نقل و حرکت پر نظر رکھتے ہیں۔ اسرائیل کی ان مجاہدین سے نہیں بلکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام سے

﴿باقی صفحہ: 63﴾

قادیانیوں کو اسرائیل میں اپنا دفتر قائم کرنے کی اجازت ہے اور لندن میں قائم احمدیہ ٹیلی ویژن کو دنیا بھر میں قادیانیت پھیلانے کے لیے یہودی اداروں سے امداد ملتی ہے۔ قادیانیوں اور یہودیوں میں محبت کی دوا ہم وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ دونوں ختم نبوت کے منکر ہیں اور دوسری یہ کہ دونوں جہاد کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا غلام قادیانی نے اپنی کتاب میں یہ نظم شامل کی ہے کہ:

اب چھوڑو جہاد کا اے دوستوں خیال

دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے

دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے

اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد

منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

مذکورہ بالا اشعار پر غور کیجئے! آج کے تمام روشن خیال اور لبرل مخالفین جہاد میں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات میں زیادہ فرق نہیں۔ یہی وہ نکتہ ہے جو قادیانیوں اور یہودیوں کے گٹھ جوڑ کا باعث بنا اور بالآخر قادیانیوں کی کوششوں سے یروشلم اور نئی دہلی میں بھی نئے روابط اور نئی دوستی تشکیل پائی۔ آج بھی قادیانی جماعت کو اسرائیل اور ہندوستانی خفیہ اداروں کی مکمل سرپرستی حاصل ہے۔

قادیانی جماعت نے کچھ عرصہ قبل منصور اعجاز نامی امریکی بزنس مین کے ذریعہ مقبوضہ کشمیر میں اپنا نیٹ ورک بنانے کا آغاز کیا تھا۔ منصور اعجاز کے والدین قادیانی تھے اور منصور اعجاز اسرائیلی ادارے ”موساد“ کا زرخیز ایجنٹ تھا۔ چار سال قبل منصور اعجاز نے بھارتی فوج کی حفاظت میں سرینگر کا

ختم نبوت

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی 1906ء میں محلہ قلعہ کبیرہ ضلع ہدایوں بھارت میں مولانا محمد یار خان ہدایوںی کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اور بعد ازاں مدرسہ شمس العلوم ہدایوں مدرسہ اسلامیہ اور جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں تعلیمی منازل طے کیں۔ 1925ء میں 19 برس کی عمر میں آپ نے میرٹھ میں درس نظامی کی تکمیل کی۔ آپ کے معروف اساتذہ میں صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، استاذِ زمن مولانا احمد حسن کانپوری اور استاذ العلماء مولانا قدیر بخش ہدایوںی شامل ہیں۔ 1916ء تا 1919ء کے درمیان آپ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی کی زیارت کے لیے بریلی شریف بھی حاضر ہوئے۔ درس نظامی سے فراغت کے بعد مفتی صاحب نے عملی زندگی کا آغاز جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں منصب تدریس و افتاء پر فائز ہو کر کیا بعد ازاں دیگر مدارس میں بھی تدریس کی تا وقتیکہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات قادری نے تدریس کے لیے آپ کو پاکستان تشریف لانے کی دعوت دی۔ پاکستان تشریف آوری کے بعد آپ نے دارالعلوم خدام الصوفیہ گجرات، انجمن خدام الرسول گجرات اور جامعہ نعیمیہ غوثیہ میں مستند تدریس و افتاء کو رونق بخشی۔ قیام پاکستان کی تحریک میں آپ نے اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الافاضل کے زیر سایہ سرگرم حصہ لیا۔ 1946ء کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ سے بھرپور زندگی گزارنے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف میں بھی خوب خدمات سرانجام دیں۔ آپ کی نمایاں تصانیف میں قرآن حکیم کی تفسیر بنام تفسیر نعیمی، بخاری شریف کا عربی حاشیہ نعیم الباری فی انشراح البخاری، مشکوٰۃ شریف کی شرح مرآۃ، جاء الحق، علم القرآن، علم الامیرات اور دیوان سالک وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب کا وصال پر لال 3 رمضان المبارک 1391ھ / 24 اکتوبر 1971ء کو ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ خلیفہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا سید ابوالبرکات قادری رضوی نے پڑھائی۔ آپ کا مزار گجرات میں آج بھی مرجع خلافت ہے۔

﴿ما کان محمد ابداً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ اس

آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب کو طلاق دیا اور بعد میں وہ حضور ﷺ کی زوجیت میں آگئیں۔ اس کا ذکر آیت آئی ﴿فلما قضی زینبہا وطواراً وجنسا کھاہ﴾ میں ہے۔ سچان اللہ! دیگر ازواج مطہرات سے تو نکاح زمین پر ہو مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہ خوش نصیب بی بی ہیں جن کا نکاح آسمان پر ہوا اور خود رب العالمین نے کروایا۔ حضرت زید کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ستمنی (لے پالک بیٹے) تھے اس لیے کفار نے اعتراض کیا کہ حضور ﷺ نے اپنی بہو سے نکاح کر لیا۔ ان کو اللہ رب العزت نے جواب دیا کہ ہمارے محبوب تو کسی مرد کے باپ نہیں پھر حضرت زید کی بیوی ان کی بہو کس طرح ہو گئیں؟

﴿فوائد﴾

① سارے قرآن کریم میں کسی جگہ حضور علیہ السلام کو اسم مبارک کے ساتھ نہ نہیں فرمائی گئی اور نہ کہیں حضور ﷺ کو اسم شریف سے یاد فرمایا گیا ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف سے ہی تذکرہ اور ندا ہوئی ہے، بجز چار جگہ کے۔ ایک تو یہاں دوسری ﴿وما محمد الا رسول﴾ تیسری سورہ محمد میں ﴿وامنوا بسما انزل علی محمد﴾ چوتھی سورہ فتح میں ﴿محمد رسول اللہ﴾ آخر یہ کیوں؟ اس لیے کہ اگر قرآن کریم میں کسی جگہ اس طرح اسم مبارک نہ ہوتا تو قرآن پاک سے آپ کی پوری معرفت نہ ہوتی کیونکہ پوری پہچان نام سے ہی ہوتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ تو خدا کی پوری معرفت کرائیں اور خدا حضور ﷺ کی معرفت ناقص فرمائے۔ نیز اس لیے کہ قرآن کریم نے ایمان مکمل سکھایا اور ایمان کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام جاننا ضروری ہے۔ اسی لیے کلمہ طیبہ میں اسم گرامی ہی آتا ہے۔ اگر کوئی نام کے بجائے اور کسی وصف سے کلمہ پڑھے اور آپ کا نام نہ جانے تو وہ مومن نہ ہوگا۔ لہذا تکمیل ایمان کے لیے اسم مبارک آنا ضروری تھا نیز اگر صراحتاً اسم مبارک نہ آتا تو کوئی بدوین کہہ سکتا تھا کہ قرآن کریم حضور ﷺ پر نہ اترا بلکہ ان صفات کا حامل نہ ہوگا۔ اس لیے صاف صاف نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ذکر فرمادیا کہ کسی

بدین کو اس کا موقع ہی نہ ملے۔ کیونکہ لفظ ”محمد“ میں حرف چار ہیں اسی لیے چار ہی مقام پر اسم پاک بیان فرمایا گیا۔

② اسماء پاک مصطفیٰ علیہ السلام اسماء الہیہ کی طرح بہت ہیں حتیٰ کہ صاحب روح البیان نے دونوں اسم ایک ایک ہزار فرمائے ہیں مگر اسم ذات محمد ﷺ یا احمد ﷺ ہے۔ لفظ محمد کو اسم ذات الہیہ کے ساتھ بہت مناسبت ہے۔ وہاں حرف چار میں حرکتیں تین اور تشدید ایک ہے۔ یہاں بھی یہی ہے البتہ وہاں تشدید پر کھڑا زبر ہے مگر یہاں نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ ہیں یہ وزیر اعظم۔ لا الہ الا اللہ میں حرف بارہ اور محمد رسول اللہ میں بھی حرف بارہ ہیں۔ اسی طرح ابوبکر الصدیقؓ عمر ابن الخطابؓ عثمان ابن عفانؓ علی ابن ابی طالبؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے اسم مبارکہ میں بارہ بارہ حرف ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کے ناموں میں بھی مناسبت ہے اور کاموں میں بھی۔

③ لفظ محمد کے عدد ۹۲ ہیں جس میں دہائی کا ۹ ہے اور اکائی کا ۲ جبکہ ۹ کا خاصہ ہے کہ دو اکائیوں سے مل کر ہمیشہ ۹ بنے گا۔ جیسے ۱+۸=۹، ۲+۳=۵ اور ۳+۶=۹ وغیرہ۔ اسی طرح یہ سارے پہاڑے میں کبھی فنا نہ ہوگا۔

تیری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو (۹) کا سد و بنا!

جو اسے مٹائے وہ خود مٹے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

اس ۹ میں اشارہ اس جانب ہے کہ جو فنا فی الرسول ہو وہ باقی ہو جاتا ہے۔ اکائی دو کی اس لیے ہے کہ ان کا درجہ دوسرا ہے۔

نیز اسم مبارک کے عدد ابجد (میم ۹۰) ‘ھا (۹) ‘میم (۹۰) ‘میم (۹۰) ‘دال (۳۵) کے حساب سے کل ۳۱۴ ہوتے ہیں اور یہی ایک روایت کی روشنی میں عدد انبیاء ہے یعنی کل پیغمبر ۳۱۴ ہیں یا ۳۱۴ ہیں۔

④ اس مبارک اسم سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ علیا ہیں۔

ادھر اللہ سے واصل ادھر دنیا میں ہیں شاعلی

خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف تشدد کا

جب لفظ اللہ بولو تو دونوں لب دور ہو جاتے ہیں اور جب لفظ محمد بولو تو لب سے لب مل جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے علیحدہ اور اعلیٰ ہے اور اگر نیچے والے اس اعلیٰ سے قرب چاہتے ہوں تو دامن مصطفیٰ ﷺ پکڑیں۔ جس طرح لفظ محمد ﷺ نے زیرین لب کو اعلیٰ لب سے ملا دیا اسی طرح وہ ذات کریم پستی والوں کو رب اعلیٰ سے قریب کرتی ہے۔

⑤ عبدالمطلب نے بالہام فرشتہ حضور ﷺ کا نام رکھا ”محمد“۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے خاندان میں تو کسی کا نام آج تک ایسا نہیں ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس بچے کی تمام دنیا تعریف کرے گی۔ محمد کے معنی ہیں بہت تعریف کیا ہوا۔ حضور ﷺ کی تعریف ہر طرح ہوتی ہے۔ آپ کے عقائد کی تعریف، اعمال کی تعریف، اخلاق کی تعریف، حسن و جمال کی تعریف، حلم و علم کی تعریف اور عدل و کرم کی تعریف غرضیکہ ہر وصف کی تعریف ہوتی ہے۔ اسی طرح فرش پر، عرش پر، مقام محمود میں اور کوثر پر ہر جگہ تعریف ہوتی ہے اور تعریف کرنے والوں میں انسان و حیوان، جن و ملائکہ، شجر و حجر، بحر و براہ و کوہ و جبل وغیرہ سب شامل ہیں۔

⑥ اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ حضور علیہ السلام کو باپ کہہ کر پکارے۔ قرآن کریم فرماتا ہے ﴿لَا تَجْعَلُوا دَعَاءَ الرِّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدَعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جن القاب سے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں ان القاب سے رسول اللہ ﷺ کو نہ پکارا جائے یعنی ابا، بھائی، چچا وغیرہ کہہ کر نہ پکارو۔ نیز باپ کی میراث کا حق دار بیٹا ہوتا ہے مگر حضور علیہ السلام کی نہ تو زینہ اولاد حیات رہی اور نہ ہی کوئی حضور ﷺ کی میراث پائے گا۔ اسی طرح باپ کی گواہی اولاد کے حق میں قبول ہی نہیں اور حضور ﷺ امت کے گواہ ہیں ﴿وَيَكُونُ الرِّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ اس سے معلوم ہوا کہ جی علیہ السلام مردوں کے والد نہیں۔ یہ غاہری احکام تھے

متنبی قادیاں

اور صوفیاء کرام

شائع بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

علامہ رضوی اس عظیم دینی و ملی گہرائی کے چراغ تھے جس پر مسلمانانِ پاک و ہند کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ آپ نے دہلی میں حضرت سید ویدار علی شاہؒ کی شاہدیاں حضرت سید ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اور الدین حضرت سید ابوالبرکات سے اس دور کی دینی و ملی خدمات کے لیے بیگانے سب مغربہ ہیں۔ اس خاندان دینی شان کی تحریک پاکستان تحریک آزادی کشمیر تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے گرانقدر خدمات ہیں۔ اس خاندان کو یہ نفاذ اعزاز بھی حاصل ہے کہ مجدد وقت اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت نے تین خلافتیں اس خاندان کے درج بالا تین افراد کو عطا فرمیں۔
مولانا محمود احمد رضوی دقیق النظر محدث تکتہ رس فقیہ صاحب طرز ادیب اور قادر الکلام خطیب تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ نے نمایاں حصہ لیا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں کل جماعتی مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۴ء اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر اور کئی سال روایت ہلال کینی کے چیئرمین کی حیثیت سے خدمات سر انجام دیں۔

علامہ رضوی نے والد گرامی علامہ ابوالبرکات کے وصال کے بعد اپنی تمام تر توانائیاں دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد کے لئے وقف کر دیں۔ آپ کی تصانیف میں فیوض الباری شرح بخاری، بیعت رضوان، بانگ فدک، امر بالمعروف نہی عنکر، حدیث قرطاس، فقہ قادیاں اور ختم نبوت وغیرہ شامل ہیں۔

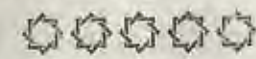
دارالعلوم حزب الاحناف جو نصف صدی سے زائد علم و عمل کا آفتاب و اجتاب بنا رہا آج اپنے عظیم محسن و بانیان کے وصال کے بعد نوہ کناں ہے۔ آج دارالعلوم حزب الاحناف کے درود یو اور اس 'مرو قلند' کی راویں رہے ہیں جو اس کی علمی و روحانی رونقیں بحال کرے۔ آج سید ویدار علی، علامہ ابوالحسنات و ابوالبرکات اور سید محمود احمد رضوی کی روحیں اپنے اس باقی جانشین کو ڈھونڈ رہی ہیں جو حزب الاحناف کو 'دارالعلوم' بنائے نہ کہ.....

مرزا نیوں نے مرزا قادیانی کی غیر تشریحی نبوت ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیاء کرام مثلاً شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمہ کی عبارات سے استدلال کیا ہے۔ تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے دعاوی نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا نے اپنے ہاتھ لگائے ہیں۔ کئی تو مرزا اپنے آپ کو نبی مکرر بھی قرار دیتے ہیں۔

وگر نہ حقیقت میں تو تمام دنیا کے باپ ان کے قدم مبارک پر قربان۔

نبی امت کے لیے حکمی والد ہوتے ہیں اسی لیے ان کی ازواج امت پر حرام ہیں۔ مذکورہ بالا کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے نبی ﷺ جسمانی حیثیت سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ حیثیت سے خاتم النبیین ہیں یعنی روحانی والد۔ اسی لیے آپ کی نرینہ اولاد باقی شرمگی کی علامت نہیں ہوتی۔ نیز نبی کی میراث اسی لیے تقسیم نہیں ہوتی کہ اگر دی جائے تو قیامت تک کے لیے گودی جاتی تھی اور یہ غیر ممکن ہے۔ حضور ﷺ پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ زکوٰۃ اولاد کو اور مسلمانوں کو زکوٰۃ دیں تو وہ حکمی اولاد ہیں اور اگر کفار کو دیں تو وہ زکوٰۃ کے مصروف نہیں۔

ختم کے معنی مہربا انتہا کے ہیں۔ مہربا آخر میں لگتی ہے۔ نیز مہر لگنے کے بعد کوئی چیز باطل میں نہیں داخل ہو سکتی۔ حضور ﷺ کائنات کا مقصود ہیں اور مقصود شے کے وجود کا سبب ہے۔ شے کے بعد ہوتے ہیں جیسے جلوس تخت کے لیے یا پھول درخت کے لیے۔ اسی لیے حضور ﷺ کی بھی ہیں اور آخر بھی ﴿ہو الاول ہو الاخر﴾ نیز متغیر شے کی انتہا ضروری ہے جیسے ہمارے انسانی کے لیے۔ نبوت انبیاء میں منتقل ہوتی رہی لیکن اس کی انتہا حضور علیہ السلام پر ہو گئی۔



ائمہ و خطباء سے اپیل

تمام ائمہ و خطباء سے پر زور اپیل ہے کہ اپنے خطبہ جمعہ اور درس میں مسئلہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کو زیادہ سے زیادہ موضوع بنائیں۔

ہے اور کہتا ہے کہ جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ ہی میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کہہ کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں انہیں معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اس عبارت میں مرزا نے صاف لفظوں میں غیر تشریحی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اب اس کے خلاف نبوت تشریحی کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ اگر کہو کہ صاحب الشریعة افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ کہ ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعة ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ اس عبارت میں مرزا نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو صاحب الشریعة کہا ہے۔ مرزا قادیانی کہیں سرے سے ملکر جاتا ہے اور کہیں اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا صفایا کر دیتا ہے۔ ایک اور جگہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ بحکم خدا کیا گیا ہے۔ ۳

لاہوری مرزائی عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے اور قادیانی مرزائی عوام کو بہکانے کے لیے غیر تشریحی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں۔ مرزائی اگر مرزا قادیانی کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر اسے صاحب الشریعة نبی مانتے ہوں گے کیونکہ اربعین کی درج بالا عبارت میں مرزا نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو

صاحب الشریعة قرار دیا ہے۔

ختم نبوت کے دلائل سے تنگ آکر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا غیر تشریحی نبی ہے۔ صرف تشریحی نبوت ختم ہوئی ہے غیر تشریحی جاری ہے۔ نبوت کی دو قسمیں تشریحی و غیر تشریحی جن معنوں میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث اور دلائل شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعة نہ ہو۔ مرزائیوں کی اس تقسیم کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی کی بعض عبارات سے انہوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔

اول تو مرزائیوں کو شرم و حیا سے کام لینا چاہیے کہ جن صوفیائے کرام کو مرزا نے طحا اور زندیق قرار دیا ہے انہیں کے اقوال و عبارات کو وہ مرزا کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں ملاحظہ ہو "رسالہ تحریر اور خط"۔ مرزا نے ابن عربی علیہ الرحمۃ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو طحا اور زندیق کہا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم ان حضرات صوفیاء کرام کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افتراء پر دازی کا جواب لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیاء کے مسلک اور ان کے مقصد کو وضاحت سے بیان کر دیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صوفیاء کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن اور صفائی قلب کے بعد اپنے دل و دماغ اور روح کو انوار معرفت سے منور کریں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ فیوض و برکات اور انوار و کمالات آفتاب نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہیں۔ اگر بارگاہ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے اور آفتاب نبوت کی شعاعیں کسی کے دل نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل و کمال حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی نور پیدا ہو سکتا ہے۔ ہر فضل

و کمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔

اس مقام پر شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئی اور آپ نے باب نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض و برکات بھی بند ہو گئے جو بارگاہ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دار و مدار بند ہو جانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کس قسم کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو اور ختم نبوت کا یہی مفہوم لیا جائے کہ نبوت کا دار و مدار بند ہو جانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات بند ہو گئے تو صوفیاء کرام کا ریاضت و مجاہدہ صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات اور آفتاب رسالت کے انوار سے مستفیض ہونے کی امید رکھنا بھی لغو و بے فنی ہو گا۔ اس طرح صوفیاء کرام کے تمام سلسلہ تصوف اور جدوجہد سب بیکار اور لغو ہو جائے گی۔ اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیاء کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ختم نبوت کے یہ معانی نہیں ہیں کہ تمام نبوت اس طرح ختم ہو گیا کہ اب کسی کو کوئی فضل و کمال نبوت کے دروازہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ و وسوسہ شیطانی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فیضان نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل و کمال کو اس کی استعداد کے موافق جو کمال ملا ہے یا ملے گا اس کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے۔ ختم نبوت کے معانی صرف یہ ہیں کہ کسی کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی۔ نبوت شریعت ہے اور کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر و نہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو۔ ارشاد باری ہے کہ ﴿فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ﴾ ہر نبی تبشیر اور انداز پر مامور ہوتا ہے اور یہی شریعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہو گئے۔ لیکن فیوض و برکات نبوت جاری ہونے کا یہ مطلب لینا بھی بالکل غلط اور باطل ہے کہ فیضان نبوت سے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمتوں سے مستفید ہو رہا ہے اور بارگاہ الہیت سے ہر قسم کے فیوض و برکات بندوں کو حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان فیضان الہیت سے الہیت کا درجہ

کی پاسکتے ہیں۔

حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ فیضان نبوت جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ انہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی امت کا امر فرمایا ہے یا کسی نبی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے۔ اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن ماریں گے۔

﴿فَإِنْ قَالَ أَنْ اللَّهُ أَمَرَنِي بِفَعْلِ الْمُنَاجِ فَلَنَالَهُ لَا يَخْلُوَانِ يَرْجِعُ ذَالِكُ الْعَمَلِ وَاجْتِبَانِي حَقِّكَ أَوْ مَسْدُوبًا وَذَالِكُ غَيْرِنَ لَسَخَ الشَّرْعَ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ حَتَّى سَرَتْ بِالْوَحْيِ الَّذِي زَعَمْتَ الْمُبَاحَ الَّذِي قَرَّرَهُ لِلشَّارِعِ مَبَادٍ كَمَا كَانَ يَعْصِي الْعَدْلَ بِتَرْكِهِ وَإِنْ أَبْقَاهُ مَبَاحًا كَمَا كَانَ فِي الشَّرِيعَةِ فَإِي فَائِدَةٌ لَهَا الْأَمْرُ الَّذِي جَاءَ بِهِ مَلِكٌ وَحَىٰ هَذَا الْمَدْعَى﴾

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا تو ہم اسے کہیں گے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں۔ یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہو گا یا مندوب۔ یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے۔ اس لیے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مجہوم کے ساتھ مامور بہ یعنی ضرورت اور واجب (یا مستحب) قرار دے دیا جس کے ترک سے بندہ گناہ گار یا تارک افضل ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے ہی مباح تھا تو تیری اس وحی اور امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحات نامہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عربی رحمہ اللہ علیہ کی عبارت نقل

فرماتے ہیں: **وقال الشيخ أيضاً في الباب الحادى والعشرين من الفتوحات من قال ان الله تعالى امره بشيء فليس ذالك بصحيح النما ذالك تلبیس لان الامر من قسم الكلام وحفته و ذالك باب مسدود دون الناس** شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کی اکیسویں فصل میں فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں۔ یہ تلبیس ابلیس ہے اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں: **فقد بان لك ان ابواب الامر الالهية والنواهي قد سدت و كل من ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شريعة اوحى بها اليه سواء وافق شرعنا او خالف فان كان مكلفا ضربنا عنقه والا ضربنا عنه صفحا** یہ بات تم پر بخوبی واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے حکم امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے۔ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شرع کے موافق ہوں یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا۔ اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے ورنہ اس سے پہلو تہی کریں گے۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔ اب مرزا قادیانی کی تصریحات سامنے رکھ کر یہ دیکھ لیجیے کہ وہ من جانب اللہ امر و نہی پانے کا مدعی ہے یا نہیں؟

اربعین کی عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں جس میں مرزا نے کہا یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون

مقرر کیا وہی صاحب الشریعة ہو گیا۔ بس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔

مرزا کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہو گئیں۔ ایک یہ کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی نے شریعت کے جو معانی بیان فرمائے ہیں مرزا نے ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ دوسری یہ کہ مرزا قادیانی حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہے۔

میں مرزائیوں سے دریافت کرتا ہوں جنہوں نے شیخ محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہو گئی ہے اور غیر تشریعی جاری ہے لہذا مرزا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہو گیا۔

خود مرزا قادیانی جو قادیانیوں کا غم خوار ہے اور جس کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر قادیانیوں نے پاؤں پیلے ہیں اس نے بھی مرزائیوں کا ساتھ نہیں دیا اور بول اٹھا کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس طرح میں صاحب شریعت ہوں۔ گویا مدعی ست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔

قارئین کرام! آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ نبوت تشریعی کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے امر و نہی پانا چونکہ وحی منجانب اللہ تعالیٰ امر و نہی کے ساتھ مخاطب ہونا ہے اس لیے ہر نبی تشریعی ہوتا ہے۔ اب اس کے بالمقابل نبوت غیر تشریعی کے معانی اس کے سوا اور کچھ نہیں رہتے کہ من جانب اللہ امر و نہی کا خطاب پانے کے علاوہ جس قدر فضائل و کمالات ہیں مثلاً ولایت، قطبیت، غوثیت، عرفان، قرب الہی اور مدارج سلوک وغیرہ انوار و برکات نبوت غیر تشریعی ہیں اور ان سب کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے۔

اگر صوفیاء نے یہ کہہ دیا کہ نبوت غیر تشریعی ہے یعنی نبوت کے فیوض و برکات بند نہیں ہوئے اور امت مسلمہ انوار و برکات نبوت سے فیضیاب ہو رہی ہے تو یہ قول اپنے مرادی معنی کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

- مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مرزا کو غیر تشریفی نبی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینا ہے۔
- مرزا نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، نامسلمان اور غیر ناجاتی کا فر قرار دیا ہے۔ مرزا نے کہا
- ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔
- جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ ۲
- (اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ ۳

● خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری وحی) کو مدار نجات ٹھہرایا۔ ۴

ان عبارات میں یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے منکرین کو کافر و جہنمی قرار دیا۔ اب مرزا کی اس عبارت کو بھی پڑھ لیجیے تو نتیجہ آپ کے سامنے ہوگا کہ ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گزرے ہیں وہ کیسی ہی جناب الہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمۃ الہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا“۔ ۵

مرزا اپنے منکرین کو کافر کہہ رہا ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی خود احکام جدیدہ اور شریعت کا مدعی ہے۔ قارئین کرام! الزام انصاف بتائیں کہ مرزا کی نبوت تشریفی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے؟ پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا غیر تشریفی نبوت کا مدعی ہے سراسر دجل و فریب نہیں تو کیا ہے؟



۱۔ حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۴۳
۲۔ ایضاً
۳۔ معیار الاخبار، صفحہ ۸
۴۔ تریاق القلوب، صفحہ ۳۲۵
۵۔ اربعین، جلد ۴، صفحہ ۷۷

نانوتوی مرزا گٹھ جوڑ

مولانا ناظم علی مصباحی

قرآن کریم کی صریح و قطعی نصوص اور احادیث کثیرہ متواتر المعنی اور اجماع امت سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی اور رسول مبعوث نہ ہوگا۔ سیدنا علی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ایک سو تیس احادیث کریمہ اور تیس ارشادات علماء سے اس مسئلہ کو عرش تحقیق تک پہنچا کر انکار ختم نبوت کی ساری جڑیں کاٹ کر رکھ دیں اور یہ روشن فرمایا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا ایسا قطعی، یقینی اور غیر متزلزل ہے جو ہر طرح کی تاویل اور تنصیف و تخصیص سے پاک ہے۔ اس میں ادنیٰ شک و شبہ کی بھی گنجائش نہیں۔ اس محکم، یقینی اور قطعی عقیدہ کا انکار کرنے اور اس میں شک کو راہ دینے والا کھلا کافر ہے کہ من شک فی کفرہ وعداہ فقد کفر۔ جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

حجت الاسلام امام غزالی نے کتاب الاقتصاد میں فرمایا: ان الامت فہمت من هذا اللفظ انه افہم عدم نبی بعده ابداء وعدم رسول بعده ابداء وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص ومن اولہ بتخصیص کلامہ من انواع الہدیان لا یمنع بشکوفہ لادہ یکذب بهذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر موصول ولا مخصوص یعنی اس میں شک نہیں کہ امت نے خاتم النبیین کا معنی یہ سمجھا کہ حضور ﷺ کے بعد کبھی بھی کوئی نبی و رسول نہ ہوگا۔ یہ ہر طرح کی تاویل اور تخصیص سے پاک ہے۔ اگر اس میں کوئی تاویل اور تخصیص کرے تو وہ ہدیان کی قسم سے ہے اور اس کا فریب کبھی کوئی اس مانع نہیں کیونکہ وہ قرآن پاک کی اس نص کو سمجھتا رہا ہے جس کے بارے میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور تخصیص سے دور رکھتے ہیں۔

اس اجماعی و قطعی عقیدہ کے خلاف مرزا غلام احمد قادیانی نے 1902ء میں قادیان ہندوستان میں نبوت کا دعویٰ کیا اور خود کو نبی و رسول کہا اور اپنی کتاب ”براہین غلامیہ“ کو کلام عزوجل قرار دیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کرنے کے لیے بہت سے مراحل طے کیے۔ پہلے مجدد بنا جیسا کہ خود لکھتا ہے:

”اس عاجز کو دعوائے مجدد ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے۔“

”میں مہدی ہوں“ ۲

پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا انکار کیا جب کہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ آپ زندہ ہیں اور چوتھے آسمان پر اٹھا لیے گئے ہیں۔ آپ قتل ہوئے ہیں نہ آپ کو سولی دی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن عظیم کا ارشاد ہے ﴿وَمَا قُتِلُوا وَمَا قُتِلُوهُ وَلَكِنْ شَبِهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قُتِلُوا يَقِينًا﴾ بل رفعہ اللہ الیہ ۳۔ پھر مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا یعنی احادیث کریمہ میں جس عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کا ذکر ہے وہ میں ہی ہوں۔ اب کہاں ”مرزا دجال“ اور کہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ جھوٹا مسیح دجال تو ہو سکتا ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ وہ صرف مجدد اور مہدی نہ بنا بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ اللہ کی ذات اس میں حلول کر آئی ہے۔ جیسا کہ کہتا ہے ﴿وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُ يَتَّبِعُ اللَّهَ يَتَّبِعُهُ الْيَهُودُ مَا تَوَدَّ الْيَهُودُ﴾ میں نے خواب میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں خود اللہ ہوں۔ مزید اس نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا ﴿إِنِّي أَنزَلْتُكَ فِي مَنَازِلَةٍ وَلَدَيْكَ مِيزَانٌ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِيهِ﴾ تم میرے بیٹے کے قائم مقام ہو۔ ۵

پھر اس نے آخر میں اپنے نبی ہونے کے لیے خدائی الہامات اختراع کیے اور خود کو اللہ کا نبی و رسول گمان کیا جیسا کہ کہتا ہے کہ ”خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا

۱۔ انشان آسمانی، صفحہ ۳۳ ۲۔ معیار الاجتہاد، صفحہ ۱۱ ۳۔ سورۃ نساء، ۱۵۷

۴۔ آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۶۳ ۵۔ عقیدہ الوہی، صفحہ ۶۰

ہے اور نبی بھی“ ۱

نیر یہ کہا ”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے“۔ ۲

نیر یہ کہا ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا“۔ ۳

نیر یہ کہا ”میں احمد ہوں جو آیت ﴿مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ میں مراد ہے“۔ ۴

نیر یہ کہا ”خدا تعالیٰ قادیان کو اس طاعون کی خوف ناک تباہی سے محفوظ رکھے گا“ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے“۔ ۵

مرزا مسیحیت و یہودیت کی پشت پناہی سے منصب نبوت حاصل کرنے میں کامیاب تو ہو گیا مگر امت مسلمہ کے اعتقاد میں چوں کہ یہ عقیدہ راسخ تھا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین پر معنی آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد اب کوئی دوسرا نبی اور رسول نہ آئے گا۔ آپ پر نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اس لیے اس راسخ عقیدہ کو متزلزل کرنے کے لیے خاتم النبیین کا ایسا معنی اختراع کیا جس سے دعویٰ نبوت کی راہ ہموار ہو اور ہم نواؤں کی ایک عظیم جماعت تیار ہو جیسا کہ خاتم النبیین کے اختراعی معنی کی توضیح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”نبی کریم کے خاتم الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی صاحب السختم ہیں اور کوئی شخص آپ کی انگوٹھی (خاتم) سے کسب فیض کیے بغیر نعمت وحی سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔ امت محمدیہ مکالمہ مخاطبہ ربانی کے شرف سے کبھی محروم نہ ہوتی کیونکہ ختم کرنے والے صرف آپ ہیں۔ آپ کی انگوٹھی ہی سے حصول نبوت ممکن ہے۔ اس لیے کہ ہونے والے نبی کا امت محمدی میں سے ہونا ضروری ہے“۔ ۶

۱۔ براہین احمدیہ ۲۔ عقیدہ الوہی، صفحہ ۶۸ ۳۔ انفع الہام، صفحہ ۲۰

۴۔ ایک غلط فہمی، ص ۱۱۳ ۵۔ انفع الہام، صفحہ ۱۰ ۶۔ عقیدہ الوہی، صفحہ ۷۷

سے ہے جیسا کہ گستاخ و دریدہ وہن کہتا ہے کہ: ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا کبھی یوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔“ ۱۔

اس گستاخ رسول نے یہ یہودگی بھی کی کہ: ”مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا؟ ایک کھاؤ پیو، شرابی، کبابی، نہ ذابہ عابد نہ حق کا پرستار، خود بین، خدا کی کا دعویٰ کرنے والا۔“ ۲۔

یہ خبیث جرات و جسارت آپ اور آپ کی دادی و نانی کے ساتھ بھی کی جیسا کہ یہ دریدہ وہن، شتر بے مہار و مطلق العنان سخت گالیاں دیتے ہوئے کہتا ہے کہ: ”آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی تین دادیاں اور نانیاں زنا کار اور کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ ۳۔

امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ کوئی غیر نبی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا مگر مرزا نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا اور بہت سارے انبیاء کرام و مرسلین عظام کی شان میں سخت گستاخیاں اور بد زبانیاں کیں۔ ان کی بڑھ چڑھ کر ہانتیں کیں اور ان پر اپنی فضیلت بھی ظاہر کی جیسا کہ لکھتا ہے کہ: ”میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔“ ۴۔ مزید لکھا

۱۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

جب اس گستاخ رسول، منکر ختم نبوت مدعی مثیل عیسیٰ سے مواخذہ کیا گیا کہ تو عیسیٰ علیہ السلام کے جیسا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو کہاں ہیں وہ ظاہر نشانیاں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے جیسا کہ مردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا اور مٹی سے پرندے کی شکل بنانا پھر اس میں پھونک مار کر اللہ کے حکم سے اڑنا پرندہ کرنا، تو اس نے جواب دیا کہ عیسیٰ یہ کام مسمریزم سے کرتے تھے۔ (مسمریزم انگریزی زبان میں ایک قسم کا شعبہ ہے۔) ۵۔

۱۔ ضمیمہ انجام آیت ص ۷۰ ۲۔ مکتوبات احمدیہ ۳/۲ ۳۔ ضمیمہ انجام آیت ص ۷۰

۱۔ المستند المعتمد ص ۳۹۹

۵۔ اخبار بدر

معیار الاخیر

مزید اس نے معجزات کو مکروہ و ناپسند قرار دے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت شان کرتے ہوئے یہ کہا کہ: ”اگر اس قسم کے معجزات (معجزات عیسیٰ) کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔“ ۱۔ ایک اور جگہ یہ کہا کہ ”نبی خبروں میں جھوٹ کا ہونا نبوت کے منافی نہیں، اس لیے کہ بے شک یہ چار سو نبیوں کی خبروں میں ظاہر ہوا اور سب سے زیادہ جن کی خبریں جھوٹی ہوئیں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ واقعہ حدیبیہ کو انہیں جھوٹی خبروں میں شمار کیا اور یہ تصریح کی کہ حضرت عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں اور کہا بلکہ بہت سے دلیلیں ان کے نبوت کے ابطال پر قائم ہیں۔“ ۲۔

ان حقائق کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے صرف مجدد مہدی اور محدث ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار بھی کیا ہے۔ بعض انبیائے سے خود کو افضل کہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو مکروہ اور مسمریزم کہا، آپ کی شان رفیع میں سخت دشنام طرازیایں کیں، آپ کی دادیوں اور تانیوں کو زنا کار کہا اور نبی پاک ﷺ کے بعد صاف و صریح الفاظ میں خود کو نبی و رسول کہا۔ آیت کریمہ ﴿وَمبَشِّرِ ابْرٰهٖمَ اِنَّا بَعَدٰی اِسْمٰہٖ اَحْمَدُ﴾ کا خود کو مصداق قرار دیا اور اس کے علاوہ بے شمار کفریات کہے جس کے سبب علمائے اسلام نے اس کی تکفیر کی اور اسے خارج از اسلام قرار دیا۔ اکابرین امت نے مرزا قادیانی کو ایسا کافر و مرتد کہا ہے کہ اس کے کفر و ارتداد پر مطلع ہونے کے بعد اگر کوئی اس کے کافر و مرتد ہونے میں ادنیٰ شک کرے تو وہ بھی کافر ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ”قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ ﴿مَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهِ وَعَدَابِهِ فَهَدَّ كُفْرًا﴾ اسے معاذ اللہ مسیح و مہدی یا محمد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جانتا تو درکنار جو اس کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے تو وہ خود کافر مرتد ہے۔“ ۳۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے ان اقوال ملعونہ کے سبب ایسا کافر و مرتد ہے

ازالہ اوہام ص ۱۱۶ ۲۔ المستند المعتمد ص ۳۹۹ ۳۔ فتاویٰ رضویہ ۵/۳۲۲

کہ اس کے کفر و ارتداد پر آگاہ ہونے کے بعد اگر کوئی اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے اور تمام علمائے اسلام نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ آج قادیانیت کا فتنہ کچھ کم نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں اس فتنہ کا جال پھیلا دیا گیا ہے۔ آج جگہ جگہ قادیانیت کے مراکز قائم ہیں اور M.T.V کے نام سے ایک پورائی وی چینل قادیانی تعلیمات کے فروغ کے لیے وقف کر دیا گیا ہے جس سے ہمہ وقت مرزائیت، قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر ہو رہی ہے۔ ہمارے اسلاف و اکابر نے قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے پوری کوشش صرف فرمائی اور اپنی تحریروں، تقریروں اور تبلیغوں میں قادیانیوں کے باطل عقائد کو خوب خوب واضح فرمایا۔

آج جب کہ قادیانیت نے امت مسلمہ کے عقیدہ و ایمان کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ٹی وی چینل کا سہارا لے لیا ہے اور امت مسلمہ کے راسخ عقیدہ کو متزلزل کرنے اور قادیانیت کو فروغ دینے کے لیے خود کو منظم کر لیا ہے اور روز بروز فتنہ قادیانیت کی خوب اشاعت کی جا رہی ہے تو ایسی صورت حال میں داعیان اسلام کی اہم ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ فتنہ قادیانیت کا بنظر غائر مطالعہ فرمائیں اور اس فتنہ کی بیخ کنی کے لیے ایسے موثر ذرائع کا استعمال کریں جس سے قادیانیوں کے مکروہ عزائم خاک میں مل جائیں اور حق کا پرچم لہرائے اور امت مسلمہ فتنہ قادیانیت سے محفوظ و سالم رہے۔

اس کے لیے سرفہرست تجاویز یہ ہیں کہ مختلف ممالک کی زبانوں میں دیدہ زیب کتابت و طباعت کے ساتھ مدلل، مبرہن اور موثر مضامین پر مشتمل کتابیں شائع کی جائیں۔ عصری تقاضوں کے تحت شرعی حدود کی رعایت رکھتے ہوئے اسلام دشمن عناصر کی سرکوبی کے لیے انٹرنیٹ کا استعمال کر کے قادیانیت کو اس کے گھر تک اس طرح پہنچائیں کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے اور دوبارہ سر اٹھانے کی ہمت نہ کرے۔ آج ہمارا اسلام دشمن مخالف برسرِ پیکار ہے اور ہمارے عقیدہ و ایمان کو ملیا میٹ کرنے پر مکمل آمادہ ہے۔ ایسے حالات میں اس فتنہ کے مقابلہ کے لیے ہمیں میدانِ عمل میں اترنا ہوگا اور اس کے خوابوں کا شیش محل مسمار کرنے کے لیے منظم طور پر سرگرم عمل ہونا ہوگا۔

ان اسباب کا جائزہ لیں کہ ایک داعی کے دعوت کے اصول اور اس کے بنیادی اجزاء و عناصر کیا ہیں، جن سے عالم اسلام میں دعوت خوب عام ہو اور فتنوں کا قلع قمع ہو۔ نیز ہم غور کریں کہ دشمن کس طرح اپنے ناپاک ارادوں پر عمل پیرا ہو کر اپنے فتنوں کو عام کر رہا ہے۔ ان تمام چیزوں پر نہ صرف غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے بلکہ اس پر غور و فکر کر کے اسے عملی جامہ پہنانے کی بھی ضرورت ہے۔ آج ہمارے یہاں غور بہت ہوتا ہے مگر فکر کو منظم کر کے میدانِ عمل میں لانے کی کوشش کم ہی ہوتی ہے۔ شارع اسلام نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنے عہد میں ایسے اصول دعوت کو اختیار فرمایا جس سے پورا عالم اسلامی تعلیمات سے آشنا ہو گیا اور ایوانِ باطل میں زلزلہ آ گیا۔ اس دور میں آج کی طرح ذرائع ابلاغ و ترسیل نہ تھے، الیکٹرانک میڈیا نہ تھا مگر پھر بھی اسلام کا اجالا گھر پھنچا۔

آج کے دور میں علمائے اسلام و ارثانِ علوم نبی اکرم ﷺ کے ناٹھیں ہیں۔ ان کے اہم ترین ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے تنظیمی ڈھانچہ تشکیل دے کر جذبہ و اخلاص کے ساتھ میدان میں اتریں اور بے لوث اسلام کی خدمت سرانجام دیں اور قادیانیت کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے ان کی اصلی تصویر پیش کریں۔ نیز جس مسیحیت و یہودیت کی پشت پناہی سے اس فتنہ نے سر اٹھایا اور پروان چڑھ رہا ہے انہیں اور ان کے ناپاک منصوبوں کو بھی پیش کریں۔ ان اسباب کو بھی مد نظر رکھیں کہ آخر وہ کیا اسباب و علل ہیں جس کے سبب دشمن آگے بڑھ رہا ہے اور مذہب اسلام کو زک پہنچا رہا ہے۔ اللہ عز و جل کا ارشاد ہے ﴿كَلِمَةً اللَّهُ هِيَ عَلِيَا﴾ اللہ کا کلمہ ہی سر بلند رہے گا۔ ارشاد فرمایا ﴿يُرِيدُونَ أَن يُبْطِلُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَهِمْ وَاللَّهُ مَتَمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھوٹوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا



دار الافتاء

قادیانیوں کے ساتھ میل جول سے توبہ کے بعد الزام نہ دیا جائے

استفتاء

علمائے دین کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ میں ایمان سے کہتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو پہلے قادیانی تھا اور نہ اب ہوں۔ (مرزا غلام) قادیانی پر لعنت کرتا ہوں۔ میں اہل سنت و جماعت ہوں۔ اگر کوئی شخص مجھ پر بعد توبہ کرنے کے الزام دے تو وہ مواخذہ دار ہوگا یا نہیں؟ یا اگر میرا میل کسی وقت ان لوگوں سے کوئی ثابت کرے تو میں سب لوگوں کا مواخذہ دار ہوں گا۔ قادیانی کو کافر جانتا ہوں۔
گواہان: عبد الرحمن بقللم خود، مسیح اللہ بقللم خود، قادری حسین بقللم خود، امانت حسین بقللم خود، مولوی محمد رضا خاں بقللم خود، صادق حسین بقللم خود، محمد محسن بقللم خود، لیاقت حسین بقللم خود، فقیر محمد، حشمت علی خاں رضوی، فقیر ایوب علی رضوی بقللم خود، قناعت علی قادری رضوی بقللم خود۔

سائل

ولایت حسین و عبد الرحمن

روز شہر عقبہ کونولہ

۹ صرخ (العر) ۱۳۳۹ھ

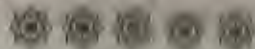
الجواب

اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے اور بعد توبہ کے گناہ باقی نہیں رہتا۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں: "الناس من الذنب کمین لا ذنب لہ"۔ "گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا گناہ کیا ہی نہیں۔"
قادیانیوں کے ساتھ میل جول سے انہوں نے پہلے بھی ایک مجمع میں توبہ کی تھی اور آج پھر ایک مجمع کے ساتھ آئے جن کے دستخط اوپر ہیں اور دوبارہ توبہ کی۔ توبہ کے بعد ان پر بلا وجہ جو کوئی الزام رکھے گا وہ سخت گنہگار ہوگا اور توبہ کے بعد اگر پھر (مرزائیوں قادیانیوں سے) میل جول کریں گے تو ان پر گناہ عظیم کا بار ہوگا مگر بلا وجہ توبہ کے بعد الزام رکھنا سخت جرم ہے۔ ۲۔
﴿واللہ نعالی اعلم﴾



﴿بقیہ صفحہ: 39﴾

لڑائی ہے۔ اسرائیل کا اصل نشانہ یہ مجاہدین نہیں بلکہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام ہے۔
مجاہدین کے بعد ایٹمی پروگرام کی باری ہوگی۔ یہ بات اگر ارباب اختیار کو سمجھ آ جائے تو انہیں کشمیر کی مجاہدین دہشت گرد نہیں بلکہ پاکستان کے محافظ نظر آئیں گے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ صرف ہندوستانی رائے عامہ کو نہیں بلکہ مغربی اور مشرق وسطیٰ کی رائے عامہ کو بھی کشمیر میں اسرائیلی جرائم سے خبردار کرے۔ اسرائیل کی کوئی بھی غلطی صرف اس خطے کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو ایک ایسی تصادم کی طرف دھکیل سکتی ہے۔



بزم اطفال

☆ مسیلمہ کذاب نے شریعت اسلامیہ کے مقابلہ میں اپنے ماننے والوں کو کن کاموں کا حکم دیا؟

● مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کے لیے شراب حلال، زنا جائز، رمضان المبارک کے روزے منسوخ اور قبلہ کی کوئی سمت متعین نہیں تھی۔ اس کے علاوہ ان کے نزدیک نکاح بغیر گواہ جائز اور ختنہ کروانا فعل حرام تھا۔ سجاج بنت حارث سے نکاح کی خوشی میں مسیلمی پیروکاروں کو فجر اور عشاء کی نمازیں معاف کر دی گئیں۔ مختصر مسیلمہ کذاب نے اپنے ماننے والوں کو ہر ممکن طور پر فحاشی و عیاشی کی تمام سہولیات دیں۔

☆ مسیلمہ کذاب کی نام نہاد کرامتوں کا کیا انجام ہوا؟

● مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ کے معجزات سن رکھے تھے چنانچہ اس نے اپنی دکانداری چکانے کے لیے انہیں افعال کا سہارا لیا۔ لیکن اللہ رب العزت نے اس کی تمام تدبیروں کو ہی الٹ دیا۔ جن افعال یا نشانیوں کو وہ اپنے حق میں لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتا تھا وہ صریح طور پر اس کے خلاف ظاہر ہوئیں۔ مثلاً کنوؤں اور غلستان میں برکت کی دعا کی تو کنوؤں کا پانی مزید کم ہو گیا اور غلستان خشک ہو گئے۔ باغ میں برکت کی دعا کی تو اس کے تمام خوشے خشک ہو کر جھڑ گئے۔ جس بچے کی ٹھوڑی اور سر پر برکت کے لیے ہاتھ پھیرا اس کا چہرہ مسخ ہو گیا اور زبان میں لکنت پیدا ہو گئی۔ بیٹھے کنویں میں برکت کے لیے اپنے منہ سے اس میں پانی ڈالا تو وہ سخت کھارا ہو گیا۔



مارچ 2009 سے

فَدَايَا زَحْمِ نُبُوَّتِہٖ تَرْجَمَانِہٖ

الْعَاقِبُ

کی ممبر شپ کا آغاز ہو گیا ہے

ممبر شپ حاصل کرنے کے لیے زرسالانہ 240 روپے

مع نام ایڈریس اور پائل نمبر جمع کروائیں

ہماری سہولت کے لیے دو پائل نمبر جمع کروائیں

0321-4370406, 0314-4250505

0346-4447022, 0300-4023110



افادۃ الافہام اور انوار الحق کے عظیم مصنف

شیخ الاسلام
حضرت علامہ حافظ محمد انوار اللہ قادری چشتی

کی معرکہ الآراء تصنیف

”انوار احمدی“ کی 208 صفحات پر مشتمل تلخیص

روح القدس مبارک ماحولوں میں فرمایاں ختم نبوت کی تحریر پیشکش



ایسی الاجاب تصنیف جس کا ہر مضمون قرآن وحدیث اور آثار صحابہ واقوال فقہاء کے عین مطابق

منصب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و تکریم پر نہایت اثر انگیز کتاب

عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مستند بیان

درس محبت و اخوت اور اتحاد و یگانگت کی دلکش دعوت

تصنیف لطیف کا لفظ لفظ شیخ الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی تصدیق و تائید سے مزین

تلخیص و تسہیل از: رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ

تعارفی کلمات از: مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمہ اللہ

فدایان ختم نبوت، جامع مسجد حرمۃ العلمین

مدینہ کالونی، ملتان روڈ، لاہور 0321-4370406